انصاف فی حدود الاختلاف

تالیف:
الداعی الی اللہ حضرت مولانا
سید خلیل حسین میاں صاحب

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

Marfat.com

الانصاف فی حدود الاختلاف

قرآنی آیات ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی تصانیف کے اقتباسات جس میں علماء، طلباء اور عام مسلمانوں کے درمیان تعلقات کی استواری، اسلامی اخوت اور رفع نزاع کی ضرورت واہمیت کو دلسوزی کے ساتھ سادہ انداز میں بیان کیا گیا ہے ۔

تالیف

الداعی الی اللہ حضرت مولانا سید خلیل حسین میاں صاحب

ناشر

مکتبہ فیض شیخ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی مہاجر مدنی
پوسٹ بکس نمبر 5854 کراچی ۵

Marfat.com

جملہ حقوق بحق القاسم اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- الانصاف فی حدود الاختلاف

مؤلف ---------- حضرت مولانا سید خلیل حسین میاں صاحب

بہ اہتمام ونگرانی ---------- مولانا عبدالقیوم حقانی

84338

ضخامت ---------- 96 صفحات

تعداد ---------- 1000

تاریخ طباعت ---------- شوال المکرم ۱۴۲۷ھ / اکتوبر 2006ء

ناشر ---------- القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہؓ

برانچ پوسٹ آفس' خالق آباد' نوشہرہ، سرحد، پاکستان

ملنے کے پتے

☆ صدیقی ٹرسٹ' صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی

☆ جناب خالد یوسف رنگ والا۔ F-12، اسٹیٹ ایونیو سائٹ کراچی نمبر ۲۸

☆ مولانا سید محمد حقانی ' مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ

☆ کتب خانہ رشیدیہ ' مدینہ کلاتھ مارکیٹ ' راجہ بازار ' راولپنڈی

☆ مکتبہ سید احمد شہید ' ۱۰ الکریم مارکیٹ ' اردو بازار ' لاہور

☆ مکتبہ بخاری' صابری مسجد گلستان کالونی مرزا آدم خان روڈ، لیاری کراچی

☆ مولانا خلیل الرحمن راشدی صاحب' جامعہ ابوہریرہ' چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

Marfat.com

فہرست

عرض ناشر ۸

کتاب سے متعلق کچھ ضروری باتیں ۱۰

پہلی فصل ۱۵

مسلمان کی شان

مومن کی خیر خواہی

مومن کی مثال، قابلِ رشک مومن

باہمی اتفاق

خوش اخلاقی

دوستی کے لائق کون؟

دوسری فصل [illegible]

علماء کی صحبت میں بیٹھنے کی فضیلت

Marfat.com

حضرت لقمان کی وصیت
علمار کی مجلس میں بیٹھنے کے فوائد
گناہوں کی بخشش

تیسری فصل ۲۵

علمائے کرام کی ذمہ داری
علم سے نفع نہ پہنچانے پر وعید

چوتھی فصل ۲۸

طلبا کے لیے اساتذہ کا ادب واحترام

پانچویں فصل ۳۳

اساتذہ کا شاگردوں کے ساتھ حسن سلوک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

چھٹی فصل ۳۶

علمار کے لیے طلبا اور عوام کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کی فضیلت
وارثین انبیار کی شان
جسمانی اذیت پر بھی دعائے خیر
سفر طائف میں صبر و دعا
علم اور حلم

Marfat.com

ساتویں فصل ۴۱

مسلمانوں کی پردہ دری اور توہین و تحقیر کی مذمت

مسلمان کے ساتھ سلوک

پردہ دری کی مذمت

حضرت عمر کا واقعہ

عیب جوئی اور تحقیر کی مذمت

آٹھویں فصل ۴۵

علماء کے اکرام کی فضیلت اور ان کی تحقیر و تذلیل کی مذمت

خطرناک بات

علماء کی مغفرت

علماء کا اکرام خدا کا اکرام ہے

ایک پیشین گوئی

علماء کو اذیت پہنچانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچانا ہے

علماء کو گالی دینے میں کفر کا خطرہ

علماء کرام کا عہد

ایک اور پیشین گوئی

علماء کی توہین پر وعید

علماء کا اختلاف رحمت ہے

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا ارشاد

Marfat.com

نویں فصل ۵۶

عوام کے لئے ضروری تنبیہ

تنقید کا مزاج

نزاع کی ممانعت

ایک کھلی حقیقت

تغیر زبانہ کا اثر

دسویں فصل ۵۹

فضیلت مصالحت

سب عملوں سے بہتر عمل

گیارھویں فصل ۶۲

مسلمانوں کو ستانے، ان کو گالی دینے اور استہزا کرنے کی مذمت

مفلس کون ؟

قابلِ عبرت بات

تمسخر و استہزاء

بارھویں فصل ۶۸

مسلمان کی غیبت و بدگمانی کی مذمت

غیبت کی صورت مثالیہ

Marfat.com

غیبت پر وعید
غیبت کیا ہے ؟

تیرھویں فصل ۷۲

خود پسندی اور تکبر کی مذمت
تکبر کی تعریف
تکبر کے مضر اثرات
علامات تکبر
تکبر کے درجات
احادیث میں تکبر کی مذمت
بعض قاریوں کی حالت
اس حالت کی وجہ
تکبر کا علاج
تبلیغی جماعت میں تکبر کا علاج
اُمت مُسلمہ ۸۳
مسلمانوں کو اُمت بننے کی دعوت اور اُمت کو توڑنے یا اس کے اسباب
پیدا کرنے کی مذمت
آخری بات ۹۴

Marfat.com

عرضِ ناشر

یہ کتاب دینی ضرورت کے ایسے نازک وقت میں پیش کی جارہی ہے جب کہ خود پاسبانِ شریعت و رہنمایانِ دین اپنی منزل کی دوسری سمت میں مڑتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ یہ چیز کس قدر تباہ کن اور نتیجے کے اعتبار سے کتنے خسارے کا سبب ہے اس کا احساس ہر بہی خواہ اسلام کو غمناک کر دینے کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سید خلیل حسین میاں صاحب زید مجدہم کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے اس اہم ضرورت کو محسوس فرما کر اپنی دعوتی زندگی کی متنوع مصروفیتوں کے باوجود اتنی قیمتی اور اپنے مواد و تحقیق کے اعتبار سے اتنی اہم کتاب تالیف فرمادی۔ کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کتاب کی برکت سے اُمّتِ مسلم کا گمشدہ متاع اتفاق و اتحاد اسے واپس عطا فرمادے اور پندرھویں صدی میں فروغ اسلام کے لئے یہ کتاب سنگ میل ثابت ہو۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ اخلاص نیت اور اسلامی جذبے سے اس کا مطالعہ ہر قاری کے لئے ایسا آئینہ بن جائے گا جس میں اس کی ایمانی زندگی کے تمام خدو خال پوری دلکشی کے ساتھ نظر آئیں گے اور اس کی کمزوریوں کے تدارک و تلافی کا داعیہ اس کے قلب میں پیدا ہوگا۔

Marfat.com

شعبہ تصنیفات علمیہ مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دارالمسافرین دیوبند کا شعبہ تصنیفات علمیہ" علوم قرآن وحدیث" کی تحقیقی خدمات کی چند اہم باقیات صالحات کے نمونے پیش کرچکا ہے اِس سلسلے کا سب سے پہلا عظیم کارنامہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے الفاظ میں جامع ترمذی شریف کی مکمل شرح ہے جس کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم نے مدینہ طیبہ کی مبارک مجلس میں سُنا اور اس کا نام المسلک الذکی علی جامع الترمذی' تجویز فرمایا ہے۔

اس سلسلے کی دوسری کڑی قرآن پاک کی قرآت کما اُنزل کے لئے تجوید کی بنیادی کتاب" قواعد التجوید" ہے اس شعبہ کا تیسرا نقش غیر فانی" انعام ربانی" کی اشاعت ہے جو فضائل عشرہ ذی الحجہ اور مسائل قربانی پر اس دور کی سب سے زیادہ مکمل کتاب ہے۔ اس سلسلہ اشاعت کا چوتھا نقش کالحجر" دیوبند کے چند بزرگ اور ہم عصر" ہے اس شعبے کی پانچویں اہم پیش کش اب آپ کے ہاتھوں میں ہے جسے پندرھوی صدی ہجری کے" اسلامی تحفہ" کے طور پر اُمت مسلمہ کے سامنے پیش کیا جارہا ہے اور خدا کی رحمت سے اُمید ہے کہ اُمت نے اگر اس تحفہ کو قبول کرلیا تو دنیا و آخرت کی فلاح و اصلاح سے ہمکنار ہوگی ہم اس کتاب کو شعبہ تصنیفات علیہ کی علمی دینی خدمات کی راہ کا چراغ تصور کرتے ہوئے جس کی روشنی انشاء اللہ امت مسلمہ کے خانہ دل کو منور کرے گی۔ دعا ہے کہ حق تعالی شانہٗ اس سے استفادہ کو عام وتام اور مولف اور ناشر اور پوری امت مسلمہ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

ناظم

شعبہ تصنیفات علمیہ مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دارالمسافرین دیوبند یوپی

Marfat.com

۷۸۶

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کتاب سے متعلق کچھ ضروری باتیں

پچھلے چند مہینوں سے دارالعلوم دیوبند کا قضیہ نامرضیہ تحریر، تقریر اور عام مجلسی گفتگو کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں کان جو کچھ سنتے ہیں اس سے دل پر چوٹ لگتی ہے اور آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں اس پر رونے کو جی چاہتا ہے۔

موجودہ اختلاف و انتشار کی افسوسناک صورت حال یہ ہے کہ ہر دو جانب سے ایک دوسرے کے اکابر پر نکتہ چینی، طعن و تشنیع۔ اور تنقیص و تحقیر کے جو رکیک حملے ہو رہے ہیں۔ ان سے عوام کے لئے مجموعی طور پر بلا امتیاز پورے حلقۂ علماء سے بدگمان ہونے کا بہانہ فراہم ہو گیا ہے چنانچہ ان میں سے کچھ لوگوں کی زبانیں علماء کے احترام و اکرام کے خلاف بے محابا کھلنے لگی ہیں۔ اور کچھ طالبان علم بھی اپنے اساتذہ کے واجبی ادب و احترام کی حدود پھلانگنے لگے ہیں۔ دوسری طرف چھوٹوں پر شفقت اور دینی علوم سیکھنے کی نسبت پر آنے والوں کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا خیال کم کیا جا رہا ہے نیز بعض پڑھے لکھے لوگوں کو دونوں طرف دخل اندازی کا موقعہ مل گیا ہے اور نیچے کی سطح پر سب و شتم عیب گیری اور الزام تراشی کے خوب خوب تبادلے ہو رہے ہیں۔ ممکن ہے اس میں ان لوگوں کی دلچسپیاں بیش از بیش ہوں جو فریقین میں سے کسی

Marfat.com

طرف کے علمار سے کوئی دلی عقیدت و تعلق نہ رکھتے ہوں۔ بلکہ محض اپنے ذاتی مفاد کی خاطر کسی ایک کی حمایت کا دم بھرتے ہوں حالانکہ کسی ایک کی حمایت میں دوسرے علمار کو بُرا بھلا کہنا خود اپنے ہی علمار کو بُرا بھلا کہنا ہے کیونکہ دونوں طرف علمار اپنے ہی ہیں۔ اور ان میں ہرگز کوئی امتیاز نہیں ہے۔

ان حالات میں یہ ناکارہ اپنے مربی و مشفق حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی کتاب "فضائل تبلیغ" کی ان دو فصلوں کو جن میں علمار کی تنظیم و تکریم اور عام مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت سے متعلق مضامین ہیں خود پڑھکر سنا دیا کرتا اور کبھی اوروں سے پڑھوا کر سنوا دیا کرتا۔ چنانچہ الحمدللہ اس کا ایک اچھا اثر محسوس ہوا اور اس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم کے مذکورہ بالا مضامین کو علیحدہ کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے اور اس کے ساتھ حضرت کی بعض دوسری تصانیف اور ضرورت کے مطابق کچھ دوسری کتابوں سے اقتباسات شامل کر دیئے جائیں تاکہ عام مسلمانوں کو اس کا نفع پہنچے۔ اور مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دیوبند کے طلبار جن کی دارالعلوم دیوبند کے طلبار اور علمار کے ساتھ بھی نشست و برخاست رہتی ہے اس سے دینی فائدہ حاصل کریں۔ اور عام مدارس اسلامیہ کے طالبانِ علومِ دین بھی بہرہ ور ہوں۔

ناچیز راقم سطور کو اپنی کم علمی اور بے مائیگی کا پورا پورا احساس ہے اور اس کے ادراک و شعور کے کسی خانہ میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ اپنی اس حقیر کوشش کے واسطے سے اس لائق ہو گیا ہے کہ علمار کرام کو نصیحت کر سکے یا ان کی دینی معلومات، وسعت مطالعہ، تبحر علمی، دینی بصیرت بالغ نظری اور فضل و کمال کے باب میں کوئی اضافہ کر سکے۔ الحمدللہ یہ حضرات اِن سارے گوشوں پر اس ناکارہ سے زیادہ گہری نظر رکھتے ہیں اور میرا یہ منصب ہرگز نہیں ہے کہ انھیں کسی ایسی چیز پر توجہ دلاؤں جس سے

Marfat.com

وہ خود غافل نہیں ہوں گے۔ تاہم مکرر عرض ہے کہ علمار کرام کی باہمی نزاعی صورت اور طالبانِ علومِ نبوت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی امت اس اختلاف کے سبب جس رَوَمیں بہتی ہوئی نظر آئی اس نے عموماً اور حضرت اقدس شیخ دامت برکاتہم کی اشکبار آنکھوں نے خصوصاً قلب میں داعیہ پیدا کیا کہ ایسی کوئی چیز ضرور پیشِ نظر ہونی چاہیئے جس سے اس وقت کسی خیر کے وجود کی توقع کی جا سکے۔

اس سلسلے میں اس ناکارہ نے حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم سے ملاقات کر کے یہ درخواست کی کہ کوئی ایسی بات منظر عام پر نہیں آنی چاہیئے جس سے کسی کی تنقیص و تذلیل ہوتی ہو۔ اس پر حضرت موصوف نے اس ناکارہ سے یہ فرمایا کہ میں نے متعلقہ شعبہ کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ کسی کی تنقیص و دل آزاری کی صورت نہ اپنائی جائے۔ اگر کسی واقعہ کا اظہار بہت ضروری ہو تو اس میں بھی یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ اصل واقعہ سے زاید بات نہ کہی جائے اور متانت و سنجیدگی کو پیشِ نظر رکھا جائے یہاں تک کہ کسی ایک کی تعریف و توصیف سے بھی اجتناب کیا جائے کہ بسا اوقات یہی چیز دوسرے کی تنقیص کی تمہید بن جاتی ہے۔

اس کتاب کی پہلی فصل میں مسلمانوں میں مطلوب خصوصیات و اوصاف کا تذکرہ ہے۔ تاکہ پہلے مرحلہ میں اسے پڑھ کر باہمی تعلقات کی استواری کا خیال پیدا ہو۔ دوسری فصل میں علمار کی صحبت میں بیٹھنے کے فوائد مذکور ہیں کہ اس سے قلب میں ہدایت آتی ہے اور طلبار اور عوام کی دینی تربیت ہوتی ہے۔ تیسری فصل علمار کرام کی ذمہ داری پر مشتمل ہے کہ اس کے احساس سے طلبار اور عوام سے ان کا دینی ربط مستحکم ہوتا ہے۔ چوتھی فصل اساتذہ کے ادب و احترام میں ہے کہ دینی علوم سے بابرکت استفادہ اس کے بغیر مشکل ہے۔ پانچویں فصل شاگردوں کے حسنِ سلوک کے بیان میں ہے کہ اس سے ان میں استفادہ کی رغبت بڑھتی ہے۔ چھٹی فصل علمار کے لئے طلبار اور

Marfat.com

عوام کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کی فضیلت میں ہے۔ تاکہ کسی وقتی ناپسندیدہ صورتحال پیدا ہونے سے یہ چشمۂ فیض خشک نہ ہو، ساتویں فصل عام مسلمانوں کی پردہ دری اور توہین و تحقیر کی مذمت میں ہے کہ ابتک کی فصول پر عمل سے حضرات علماء اور مستفیدین کے باہمی تعلقات کی خوشگواری کا لازمی اثر یہی ہونا چاہیئے کہ "عرضِ مسلم" کی عظمت واہمیت کو محسوس کیا جائے، آٹھویں فصل علماء کرام کے اکرام کی فضیلت اور ان کی تنقیص وتحقیر کی مذمت کے بیان میں ہے کہ یہ حضرات "عرضِ مسلم" میں بھی شامل ہیں اور اس سے زاید جوان کا خصوصی مرتبہ و مقام ہے اس کو پیشِ نظر رکھا جائے اس فصل کے تمام تر حصے حضرات اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی فضائل تبلیغ اور "الاعتدال فی مراتب الرجال" سے ماخوذ ہیں۔

نویں فصل ہیں عوام کے لئے ضروری تنبیہ ہے کہ علماء کے درمیان اختلاف میں پڑکر اپنا کوئی دینی نقصان نہ کر بیٹھیں۔ دسویں فصل ہیں فضیلت مصالحت کا ذکر ہے کہ اس میں رغبت پیدا ہوجانے سے پچھلی بیان کردہ تمام فصول کا مقصدِ ذکر پورا ہوجاتا ہے، گیارہویں فصل مسلمان کو تکلیف پہنچانے اور اس پر سب وشتم کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے۔ کہ یہ چیزیں مصالحت کی راہ میں سخت رکاوٹ بنتی ہیں۔ اور ایمانی شان کے خلاف بھی ہیں۔ بارہویں فصل غیبت و بدگمانی کی مذمت کے ذکر میں ہے۔ کہ یہ بھی مصالحت کی راہ کا سنگِ گراں ہیں اور باہمی جنگ وجدال کا سبب بنتی ہیں۔ تیرہویں فصل خودپسندی اور تکبر کی مذمت میں ہے کہ فریقین کو یہی چیز آپس میں ملنے نہیں دیتی اور عوام وخواص کے حلقے میں جب یہ چیزیں درمیان آتی ہیں تو علم پر جہل اور جہل پر مزید جہالت کا پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور اس کی مضرتیں بہت بڑھ جاتی ہیں گویا اخیر کی تینوں فصلیں وہی درجہ رکھتی ہیں جو کسی نسخے میں پرہیز کا ہوا کرتا ہے۔

Marfat.com

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس ناکارہ اور تمام قارئین کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور مربی مشفق حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی حیات وصحت میں برکت عطا فرمائے کہ رشد وہدایت کے اس سرچشمہ کا وجود مسعود اس دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور گراں قدر نعمت عظمیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی قدر دانی نصیب فرمادیں۔ اللھم امین

فقیر سید خلیل حسین عفی عنہ

مہتمم مدرسہ اسلامیہ اصغریہ دار المسافرین دیوبند

Marfat.com

پہلی فصل

مسلمان کی شان

مومن میں مطلوب صفات میں سے اس فصل میں ان صفات کو ذکر کیا گیا ہے جن سے مسلمان متصف ہو جائے تو صحیح معنوں میں نزولِ رحمتِ باری کا حقدار بن سکتا ہے، اس کے تمام بگڑے ہوئے تعلقات سنور سکتے ہیں اور آپس کا تفرقہ مٹ سکتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (سورہ توبہ ع ۱۵)

ترجمہ (حضرت تھانویؒ) اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں۔ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں۔ ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالیٰ رحمت کرے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر (مطلق) ہے حکمت والا ہے۔

فائدۃ: ہم مسلمان ایماندار کہلاتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں مگر ہم میں ایک دوسرے کی خیر خواہی کا کتنا جذبہ ہے؟ کیا بھلائی کا حکم دینے اور بُرائی کو مٹانے کے لئے ہمارے اندر تڑپ اور حوصلہ ہے؟ اللہ اور اس کے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم کس درجہ اطاعت کرتے ہیں وہ بھی ہر ایک کو معلوم ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں ہم بچھڑے ہوئے ہیں ۔ اور اللہ کی رحمتیں ہم سے دور ہیں یہ صفات ہمارے اندر پیدا ہو جائیں ۔ تو آج بھی حق تعالیٰ شانہٗ کے دریائے رحمت کو جوش آجائے اور ہمارے دینی اور دنیوی تعلقات کی بگڑی ہوئی حالت سنور جائے ۔

مومن کی خیر خواہی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ دین (کا بڑا رکن) خیر خواہی ہے صحابہ نے عرض کیا کس کی خیر خواہی یا رسول اللہ؟ فرمایا ۔ اللہ کی ۔ اس کی کتاب کی ، اور ائمہ اسلام کی (کہ ان کی خلوص کے ساتھ اطاعت کی جائے) اور مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑے ، نہ اس کو جھٹلائے اور نہ اس پر ظلم کرے اور ہر شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اس پر کوئی تکلیف دیکھو تو دور کرو ۔

(جمع الفوائد ص ١٤٢ ج ٢ ترمذی)

فائدہ : آج حال یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنا بھائی سمجھنے کے بجائے اس کو اپنا دشمن سمجھتا ہے ، خیر خواہی کے بجائے ایک دوسرے کی بدخواہی ہو رہی ہے ، مدد کرنے کے بجائے دوسرے کو بے سہارا اور بے یار و مددگار دیکھ کر خوشی منائی جاتی ہے دوسروں پر سے الزام ہٹانے کی تو فکر کیا ہوتی بلکہ مزید غلط سلط جھوٹی سچی الزام تراشی کی جاتی ہے پھر خود ہی غور کیا جائے کہ ایمان و اسلام کے آئینہ میں ہماری تصویر کیا نظر آ رہی ہے اور اپنی غلط فہمی بلکہ خوش فہمی سے کیا سمجھ رہے ہیں ۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی لکھتے ہیں جو صورت آئینہ میں تم کو نظر آتی ہے وہ خود تمہاری صورت ہے اگر اس پر پریشانی برس رہی ہے ۔ تو اس کو دور کرنا اپنی پریشانی دور کرنا ہو گا ۔ یہی برتاؤ دوسرے مسلمان کے ساتھ ہونا چاہیئے ۔

(در فرائد ص ٣٢)

Marfat.com

مومن کی مثال

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ

المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا وشبک بین اصابعہ

(بخاری، مسلم، ترمذی جمع الفوائد ص۱۴۷ ج ۲)

ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مثل دیوار کے ہے کہ اس کا ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کو باندھتا ہے اور آپ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ میں ڈال دیا۔

فائدہ: صورت مثالیہ دکھا کر ظاہر فرمایا کہ اس طرح پر تعمیر کے رو سے ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہیں اور قوت پہنچاتے ہیں جس سے ساری دیوار مضبوط ہو جاتی ہے، پس مسلمانوں کو بھی باہم اسی اتفاق و معاونت سے رہنا چاہیئے کہ اس کا قومی و ملی مکان قائم رہے۔ (در فرائد ص۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا، مسلمان کے لئے مسلمان پر چھ حقوق ضروری ہیں ۱۔ اس کی عیادت کیا کرے جب وہ بیمار پڑے۔ ۲۔ شریک جنازہ ہو جب اس کا انتقال ہو۔ ۳۔ دعوت منظور کرے جب کہ وہ اس کو بلائے۔ ۴۔ سلام کرے جب اس سے ملے۔ ۵۔ الحمدللہ کہے جب اس کو چھینک آئے۔ ۶۔ اس کی خیر خواہی کرے اس کے سامنے اور پیچھے۔

(صحاح ستہ جمع الفوائد ص۱۴۷ ج ۲)

فائدہ: ہمارا عمل یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے برائی، غیبت اور بدخواہی کرتے ہیں پھر بھی خوش خیالی یہ ہے کہ ہم اسلامی حقوق ادا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری سمجھ اور ہمارے عمل پر رحم فرمائیں کہ ہمارا حال تو یہ ہو گیا ہے کہ بلا تکلف اور بغیر کسی محنت و مشقت کے دوسرے کی بھلائی کر سکتے ہوں تب بھی اس سے جی چراتے ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذرا سی نیکی کو بھی معمولی نہ سمجھے۔ اگر

Marfat.com

اور کچھ نہ ہوسکے تو اپنے بھائی کے ساتھ خندہ روئی سے ملے، اور جب گوشت خریدے یا ہانڈی پکائے تو شوربہ بڑھادے اور اس میں سے ایک چمچہ پڑوسی کو دیدے۔

ظاہر ہے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ کسی سے ملنے میں نہ کچھ مالی خرچ ہوتا ہے نہ کچھ محنت پڑتی ہے اسی طرح ہانڈی میں ذرا سا پانی بڑھا دینے سے نہ ذائقہ بگڑتا ہے نہ کچھ گھر سے جاتا ہے مگر اس سے کسی کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ کسی کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو ایسا کر لینے میں کیا حرج ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ اتنا ہلکا پھلکا کام بھی نہیں کر سکتے پھر بھی زعم رہتا ہے کہ ہم اوروں کے کام آتے ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ

مسلمان کی شان ایک دوسرے کے ساتھ محبت ولطف وشفقت کرنے میں ایسی ہے جیسے بدن کہ اس کا کوئی عضو دکھے تو اس کی خاطر سارا بدن بیداری اور بخار کا ایک دوسرے کو بلاوا دینے لگتا ہے اگر کسی کو نیند نہیں آتی ہے اور سب کو بخار چڑھ آتا ہے) (بخاری مسلم، درفرائد ص۳۳)

فائدہ: کتنے دُکھ کی بات ہے کہ آج ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے سامنے قتل ہو جاتا ہے، پٹ جاتا ہے، ذلیل ہو جاتا ہے۔ مگر کسی کا دل اس کے لئے درد سے نہیں تڑپتا، کوئی اس کی زندگی اور عزت آبرو بچانے کے لیے بے قرار نہیں ہوتا کسی کے آرام وچین میں فرق نہیں پڑتا جب ہمارا یہ حال ہے تو ہم ایک دوسرے کے لیے بدن کا عضو بننے کا مرتبہ کیسے پا سکتے ہیں اور باہمی شفقت ومحبت پر خدا تعالیٰ نے جو انعام رکھا ہے ہم اس کے مستحق کس طرح ہو سکتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت

Marfat.com

رکھنے والے کہاں ہیں؟

آج میں انھیں اپنے عرش کے سایہ میں لوں گا جب کہ میرے سایہ کے علاوہ آج کہیں سایہ نہیں (ترمذی، امام مالک و مسلم جمع الفوائد صہ ۲۴۱)

قابلِ رشک مومن

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث مرفوع بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ہیں کہ نہ نبی ہیں نہ شہید. مگر انبیا، اور شہیدا، اللہ کے یہاں ان کی ان کی قدر و منزلت دیکھ کر رشک کریں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ ہم کو آگاہ کیجئے فرمایئے۔ وہ کون لوگ ہیں فرمایا، وہ لوگ ہیں جو محض اللہ کے واسطے باہم محبت رکھتے ہیں کہ ان میں کوئی خون کا رشتہ ہے نہ مالی لین دین۔ ان کے چہرے خالص نور کے ہوں گے اور وہ نور (کے ممبر) پر متمکن ہوں گے، نڈر ہوں گے جبکہ لوگ ڈر رہے ہوں گے اور وہ بے غم ہوں گے، جب کہ لوگ مبتلائے غم ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (ابوداؤد، جمع الفوائد صہ ۲۴۰)

فائدہ: چونکہ دنیا میں وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے لئے آپس میں محبت رکھتے تھے کوئی دنیاوی غرض اس سے وابستہ نہیں تھی اس لئے ان کا یہ عمل نورانی بن رہا تھا اور قیامت کے دن اسی کی صورت مثالیہ دکھائی جائے گی کہ وہ نور کے ممبر پر چمک رہے ہوں گے۔

باہمی اتفاق

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں. کہ آپ نے فرمایا۔

کہ میں تم کو روزہ، نماز اور خیرات سے بہتر درجہ والی چیز نہ بتا دوں

Marfat.com

صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتائیے۔ فرمایا، باہمی اتفاق، نا اتفاقی صفاچٹ کر دینے والی چیز ہے۔

اور ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے۔ میں نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔

فائدہ: ہر قسم کی قومی ملی اور ملکی بہبودی جو کہ متعدی نفع ہے چونکہ باہمی اتفاق پر موقوف ہے لہذا عبادت کے ضروری نفع سے مقدم ہے (درفرائد ص۳۷)

اور باہمی نفاق وعناد سے چونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شعبے متاثر ہوتے ہیں اس لئے دینی فلاح وصلاح کا نظام بگڑ جاتا ہے۔ اور دینی ترقی کی رفتار سست ہوتے ہوتے بالآخر رک جاتی ہے۔ اور انجام یہ ہوتا ہے کہ نا اتفاقی لوگوں کے درمیان سے دین کو اس طرح اڑا دیتی ہے جیسے استرہ سر کے بالوں کو اڑا دیا کرتا ہے۔

خوش اخلاقی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے آخری وصیت جو رسول اللہؐ نے مجھے فرمائی جب کہ میں نے (سفر یمن کے لئے) رکاب میں پاؤں ڈالا وہ یہ تھی کہ اے معاذ لوگوں سے خوش خلقی برتنا (موطا امام مالک جمع الفوائد ص ۱۴۹/۲)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں حضور صلعم نے ارشاد فرمایا کہ میں مکارم اخلاق کو پورا کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص لوگوں سے اخلاق کے ساتھ پیش نہیں آتا وہ نہ اچھا آدمی ہے نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے والا ہے، اور نہ آپ کے طریقے پر چلنے والا ہے خواہ وہ اپنے منہ سے فرمانبردار اور اچھا ہونے کا کتنا ہی لفظی دعویٰ کرتا ہو۔

Marfat.com

دوستی کے لائق کون

حضرت ابوہریرہؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آدمی اپنے دوست کے مشرب پر جاتا ہے لہٰذا دیکھ لینا چاہئے کہ کس سے دوستانہ کر رہا ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو ان کے بھائیوں پر قیاس کرلیا کرو۔

فائدہ: حضرت مولانا عاشق الٰہی نور اللہ مرقدہٗ تحریر فرماتے ہیں۔ جس کا دیندار ہونا معلوم ہو اس کے احباب کو بھی سمجھ لو کہ ضرور دیندار ہوں گے ورنہ ان کے قلوب اس کی طرف کشش نہ کرتے اور یہ قدرتی کشش کا قانون صرف اجسام ہی میں نہیں۔ بلکہ اعراض و افعال میں بھی جاری ہوتا ہے کہ جس عمل کو دیکھو صلحاء کے قلوب اس کی طرف جھکتے ہیں تو سمجھ لو اس میں نورِ حقانیت ہے اور جس فعل کی طرف جہلا و فساق کی کشش ہو اور صلحاء کے دل اسی سے بھاگیں تو سمجھ لو کہ ضرور اس میں ظلمت ہے ورنہ اہلِ ظلمت کے قلوب اس طرف نہ کھینچے۔ عوام کے لئے حق و باطل میں امتیاز کا یہ معیار بڑا مفید اور تسلی بخش ہے۔

(درِ فرائد ص۱۴۱)

Marfat.com

دوسری فصل

علماء کی صحبت میں بیٹھنے کی فضیلت

موجودہ دور میں ہماری دینی کمزوری کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں ان میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ علماء دین کی صحبت سے فیض و برکت حاصل کرنے کا جذبہ دلوں میں نہیں رہا حضرات صحابہ کرام کی دینی ترقی و بلندی کی وجہ یہ تھی کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مالا مال ہوتے تھے اور علماء کرام کو جو علوم نبوت کے وارث ہیں آج اس قابل نہیں سمجھا جاتا کہ ان کی صحبت میں بیٹھا جائے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دین میں ترقی کے بجائے تنزل اور بلندی کے بجائے پستی کی طرف تیزی سے بڑھتے جا رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب تم جنت کے باغ سے گذرو تو کچھ چر چگ لیا کرو۔ (کچھ فیض حاصل کیا کرو) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، علماء کی مجلسیں۔ (مجمع الزوائد ص ۱۲۲ ج ۱)

فائدہ: جس طرح باغ میں بیٹھنے والا درختوں کے سایہ میں آرام و راحت حاصل کرتا ہے اور دھوپ اور گرمی سے نجات مل جاتی ہے اسی طرح علماء کی فیضِ صحبت سے جنت والے اعمال کی رغبت ہوتی ہے اور بُرے کاموں سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے پاس بیٹھنا گویا جنت کے باغ سے فائدہ اٹھانا ہے۔

84338

Marfat.com

حضرت لقمان کی وصیت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے میرے بیٹے علماء کی مجلس میں حاضری کو اپنے اوپر لازم کرلو! اور حکماء کے کلام کو سنو۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے مردہ دل کو اس طرح زندہ فرمادیتا ہے جیسے بارش کی پھوار مردہ زمین کو لہلہادیتی ہے (ترمذی۔ الترغیب والترھیب ص۳۷)

فائدہ: جس طرح زمین میں روئیدگی کی صلاحیت تو ہوتی ہے مگر بارش سے نم ہوئے بغیر اس کا ظہور نہیں ہوتا۔ اسی طرح عوام میں دین کی جڑیں تو موجود ہوتی ہیں لیکن اس کے عمل کی سطح پر ابھرنے اور برگ وبار لانے کے لئے علماء کی صحبت میں بیٹھنا ضروری ہوتا ہے جو بارش کی طرح عوام کے شعور میں چھپے ہوئے دین کو ابھاردیتی ہے اور ان کے دلوں میں دینی جذبات سرسبز کھیتی کی طرح لہلہا اٹھتے ہیں۔

علماء کی مجلس میں بیٹھنے کے فوائد

فقیہہ ابو اللیث کہتے ہیں کہ جو شخص کسی عالم کے پاس بیٹھتا ہے مگر علمی باتوں کو محفوظ نہیں رکھ سکتا تب بھی سات فضیلتوں کا مستحق ہوتا ہے۔

۱۔ طالبانِ علم کے جو فضائل ہیں وہ اس کو بھی حاصل ہوتے ہیں۔

۲۔ جتنی دیر عالم کے پاس رہے گا گناہوں سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ جب طلب علم کے ارادے سے گھر سے نکلا تو اس پر رحمت نازل ہوئی۔

۴۔ علمی حلقوں پر نازل ہونے والی رحمتوں میں اپنی ہم نشینی کی وجہ سے وہ بھی شریک ہوگا۔

۵۔ جب تک عالم کی بات سنتا رہے گا عابد مانا جائے گا۔

۶۔ بات سننے کے بعد نہ سمجھنے پر جو درد اس کو ہوگا وہ حق تعالیٰ سے قرب کا ذریعہ بنے گا اس لئے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے میں شکستہ دلوں کے پاس رہتا ہوں۔

Marfat.com

۷۔ وہ دیکھے گا کہ لوگ علماء کی عزت کرتے ہیں اور فاسقوں کو ذلیل سمجھتے ہیں تو اس کا دل فسق و فجور سے ہٹ کر علم کی طرف مائل ہوگا اسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صلحاء کی صحبت اختیار کرنے کو فرمایا ہے۔

(تفسیر کبیر صـ ۲۶۳ ج ۱)

گناہوں کی بخشش

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آدمی اپنے گھر سے تہامہ پہاڑ کے برابر گناہوں کا بوجھ لئے ہوئے نکلتا ہے مگر صاحب علم کی باتیں سنتا ہے تو ڈرنے لگتا ہے۔ اور اپنے گناہوں کا احساس کرکے انا للہ پڑھتا ہے تو جب اپنے گھر واپس پہنچتا ہے تو اس کے ذمہ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا اس لئے علماء کی مجلس ہرگز نہ چھوڑو، اللہ تعالیٰ نے علماء کی مجلس سے زیادہ باعزت اور کسی مقام کو نہیں بتایا۔ (ایضا صـ ۲۶۲ ج ۱)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے دریافت کیا کہ میری اُمت کے لئے سب سے افضل عمل کون سا ہے جبرئیل نے جواب دیا۔ عالم دین کو دیکھنا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اس کے بعد؟ جبرئیل نے جواب دیا۔ عالم کی زیارت کے لئے جانا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ کے لئے علم دین حاصل کرے اور اس سے اپنی اور مسلمانوں کی اصلاح کو مقصود بنائے کسی دنیوی منفعت کا لالچ نہ کرے تو میں ایسے شخص کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

(مفاتیح الغیب صـ ۲۶۸ ج ۱)

Marfat.com

تیسری فصل

علمار کرام کی ذمّہ داری

مشہور بات ہے کہ روٹی ایک ہاتھ سے نہیں پکتی۔ اگر عوام علمار سے مستغنی اور بے نیاز ہو جائیں۔ اور علمار کرام یہ تصور فرمانے لگیں کہ پیاسا کنوئیں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں جاتا تو اس سے عوام دین سے محروم ہوں گے اور علمار بَلِّغُوا عَنِّی وَلَو آیَۃً (میری طرف سے دوسروں کو پہونچادو اگرچہ ایک ہی بات ہو) کی ذمّہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکیں گے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم بے طلب لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور دین سکھاتے تھے اس لئے ہمیں علمی دینی ذمّہ داری پوری کرنے کے لئے عوام کی طلب کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر عوام اپنی جہالت سے علمار کے حق کو نہیں پہچان رہے ہیں تو علمار اپنے علم سے ان کے حق کو تو پہچان رہے ہیں لہٰذا عوام اگر علمار کی طرف متوجہ نہ ہوں تب بھی خود علمار کو عوام کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا جس میں بعض قوموں کی تعریف فرمائی اور پھر یہ ارشاد فرمایا کہ کیا بات ہے کہ بعض قومیں اپنے پڑوسیوں کو تعلیم نہیں دیتیں۔ نہ ان کو نصیحت کرتی ہیں اور نہ ان کو بُری باتوں سے روکتی ہیں اور یہ کیا بات ہے کہ اپنے پڑوسیوں سے نہ علم سیکھتی ہیں نہ سمجھ سیکھتی ہیں نہ نصیحت حاصل کرتی ہیں۔ یا تو یہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو علم سکھائیں، اور ان کو نصیحت کریں اور ان کو سمجھدار بنائیں،

Marfat.com

ان کو بھلائی کا حکم دیں اور ان کو بُرائی سے روکیں اور یہ پڑوسی لوگ ان علم والوں سے علم سیکھیں، سمجھداری کی باتیں سیکھیں اور نصیحت حاصل کریں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو خدا کی قسم میں ان کو بہت جلد سزا دوں گا۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ممبر سے اتر آئے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا کہ اس سے کون سی قومیں مراد ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس سے اشعری قوم کے لوگ مراد ہیں کہ وہ اہل علم اور دینی سمجھ رکھنے والے لوگ ہیں۔ اور ان کے پڑوسی جاہل اور گنوار ہیں۔ یہ خبر اشعری حضرات کو پہنچی تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے کچھ لوگوں کے لئے ذکر خیر فرمایا۔ اور ہمارے بارے میں آپ نے یوں ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وہی ارشاد مکمل نقل فرمایا۔

انھوں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم دوسرے لوگوں کو کس طرح سمجھدار بنا سکتے ہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی اپنی باتیں ارشاد فرمائیں۔ اس پر پھر انھوں نے یہی کہا کہ ہم دوسروں کو کس طرح سمجھدار بنائیں؟ آپ نے پھر وہی باتیں ارشاد فرمائیں۔ اس پر انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سال کی مہلت دیجئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسیوں کو علم سکھانے، سمجھدار بنانے اور ان کو نصیحت کرنے کے لئے ایک سال کی مہلت عطا فرما دی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ - الآیۃ (الترغیب والترھیب ص۱۲۱)

فائدہ: میرے حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم نے اس حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا۔

اس حدیث پاک اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عتاب سے یہ بھی معلوم

Marfat.com

ہو گیا۔ کہ جو لوگ خود اہلِ علم ہیں، سمجھدار ہیں ان کی یہ بھی ذمّہ داری ہے کہ وہ اپنے آس پاس کے رہنے والے جاہلوں کی تعلیم کی کوشش کریں ان کا یہ خیال کہ جس کو غرض ہوگی خود سیکھ گا کافی نہیں۔ نہ سیکھنے کا مستقل مطالبہ اور مستقل گناہ ان کے ذمّہ ہے۔ لیکن ان کو سکھانے کی ذمّہ داری عالموں کی بھی ہے کہ یہ خود اس کی کوشش کریں۔ اس کی تدبیر کریں کہ وہ علم سیکھیں۔ یہ بھی اپنے علم پر عمل کرنے میں داخل ہے کہ دوسروں کو علم سکھایا جائے۔

(فضائل صدقات ص ۴۸)

علم سے نفع نہ پہنچانے پر وعید

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مرتبہ کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ بدترین قیامت کے دن وہ عالم ہوگا جس کے علم سے لوگوں کو فائدہ نہ پہونچے (رواہ الدارمی مشکوٰۃ ص ۲۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کے پاس ذرا سا بھی علم ہو اسے خود کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ یعنی علم کو صرف اپنے تک محدود نہ رکھنا چاہیئے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۲)

حضرت کثیر بن مرہ فرماتے ہیں کہ علم کو علم کی اہلیت رکھنے والوں سے مت روکو ورنہ گناہ گار ہو گے۔ (ایضاً)

اس عالم کی مثال جس کے علم سے لوگوں کو نفع نہ پہونچے اس خزانے جیسی ہے جس میں سے اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ (رواہ احمد والدارمی مشکوٰۃ ص ۲۶)

فائدہ: ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ اگرچہ علم اپنی ذات کے اعتبار سے ایک بلند مرتبہ خزانہ ہے لیکن اس کی افادیت جب بھی ہے جب کہ وہ دوسروں پر خرچ کیا جائے۔ کم از کم اس کا ایک فائدہ یہ تو ہے ہی کہ علم پر عمل کی بہت سی کمزوریاں دوسروں کو علم سکھانے کے سبب دور ہوں گی اور کچھ نہیں تو علم سکھانے پر عمل کا درجہ نصیب ہوگا۔

Marfat.com

چوتھی فصل

طلباء کے لئے اساتذہ کا ادب و احترام

دین خدا تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و احترام سے آتا ہے اور قرآن و حدیث کا ادب و احترام بھی اس لئے ضروری ہے کہ ان کی نسبت حق تعالی شانہ کی ذات عالی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک سے قائم ہے اور جن سینوں میں قرآن و حدیث محفوظ ہوں وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کا ادب و احترام بھی غایت درجہ ضروری ہے۔ ورنہ علوم نبوت کے فیوض و برکات حاصل نہیں ہو سکتیں۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ رواہ الطبرانی فی الاوسط۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم سیکھو اور علم کے لئے سکینہ و وقار بھی سیکھو اور جس سے علم حاصل کرو اس کے ساتھ تواضع کا معاملہ کرو (الترغیب والترہیب ص۳۵)

فائدہ: دور حاضر میں علم کی برکات اٹھنے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ طالبان علم اپنے معلمین کے ساتھ تواضع اختیار نہیں کر رہے ہیں اور علم دین کے لئے جو سکینہ و وقار مطلوب ہے اس کا

Marfat.com

خیال بھی نہیں کیا جاتا اس پر بھی اگر ہمیں یہ شکایت ہے کہ علم دین کا فائدہ ہمیں نہیں پہنچ رہا ہے تو غور کیا جائے کہ اس میں قصور کس کا ہے۔ محدث سفیان بن عینیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد کی نصیحت تھی کہ اپنے اساتذہ کی خدمت واطاعت کو واجب سمجھو، اس لئے میں اساتذہ کی خدمت میں مشہور تھا۔ میرے والد کا مقولہ تھا۔ لن يسعد بالعلماء الا من اطاعهم فاطعهم تسعد وخذ منهم تقتبس من علمهم۔ یعنی علماء سے فیض وہی پائے گا جو ان کی خدمت کرے اور جو اس سے گریز کرے گا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ (تہذیب الاسماء ص۲۲۵ ج۱ العلم والعلماء)

امام اعظم ابوحنیفہؒ اپنے اساتذہ کا اتنا اکرام کرتے تھے کہ اپنے گھر میں بھی اپنے استاد کے گھر کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میری عمر گذر گئی، لیکن اس مدت میں میں نے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی، جس میں والدین کے ساتھ اساتذہ کے لئے دعا نہ کی ہو۔

(تہذیب الاسماء ص۲۱۸ ج۲)

فائدہ: دنیا ایسے لوگوں سے گو آج بھی خالی نہیں ہے جو اپنے اساتذہ اور والدین کے لئے ہر وقت دعا گو رہتے ہیں الحمدللہ اپنے بزرگوں میں ابھی ایسے کئی بزرگ حیات ہیں۔ جن کی مبارک زندگیاں اس واقعہ سے لبریز ہیں۔ تاہم موجودہ علمی نسل افسوسناک حد تک اس عمل سے خالی ہوتی جا رہی ہے۔

امام زہری جو تدوین حدیث کے سابقین اولین میں ہیں، اپنے اساتذہ کی بے انتہا خدمت کرتے تھے، درس حدیث سے فارغ ہو کر استاد کا ایک باغ سینچتے اور کنوئیں سے ڈول بھر بھر کر نکالتے اور یہ عمل روزانہ کرتے تھے۔ (العلم والعلماء ص۲۴ بحوالہ تذکرہ الحفاظ ج۱)

ابن خلکان کے حوالہ سے مولانا شبلی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ خلیفہ مامون کے دو بچے فرا نحوی سے تعلیم پاتے تھے، ایک مرتبہ وہ کسی کام سے مسند تدریس سے اٹھے، تو دونوں شہزادے اس کی جوتیاں سیدھی کرنے کو دوڑے، چونکہ دونوں ساتھ پہنچ گئے تھے۔ اس لئے ان میں پہلے تو جھگڑا ہوا۔ پھر خود ہی طے کر کے ہر ایک نے ایک ایک جوتا اپنے استاد کے سامنے لا کر رکھا، پرچہ نویسوں کے ذریعہ جب یہ بات مامون کو معلوم ہوئی تو اس نے فرا کو دربار میں طلب کیا مامون نے فرا سے کہا

Marfat.com

آج سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ فرا نے کہا امیرالمومنین۔ مامون نے کہا نہیں۔ سب سے زیادہ معزز وہ ہے جس کی جوتیاں سیدھی کرنے کے لئے امیرالمومنین کے لخت جگر دوڑیں۔ پھر مامون نے اہلِ دربار کو سارا واقعہ سنایا اور استاذ و شاہزادگان کو حسب مرتبہ انعام دیا اس واقعہ کو حافظ سخاوی نے فتح المغیث میں مفصل نقل فرمایا ہے۔ (العلم والعلماء ص ۲۲)

فائدہ: اب تو نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ استاد کے خدمت گزار طالب علم کو "چمچہ" اور خدمت گزاری کو چمچہ گیری کہہ کر چڑایا جاتا ہے اور خدمت استاد کو اس کی روشن خیالی اور علمی برتری کے خلاف تصور کیا جاتا ہے، ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

شیخ صفی الدین جو اپنے وقت کے امام گزرے ہیں، ان کا واقعہ ہے کہ ایک بار ان کے استاد نے کہا کہیں سے جاکر مولی لاؤ، مولی کا موسم نہیں تھا، اور رات کا وقت تھا لیکن بلا عذر تلاش میں نکل پڑے، چنانچہ خیرآباد میں (جہاں تعلیم پاتے تھے) گلی گلی تلاش کیا۔ لوگ دروازہ بند کئے ہوئے سو رہے تھے۔ کوئی پتہ بتانے والا نہ ملا تو اپنی ناکامی پر رونے لگے، اچانک محلہ کا ایک شخص بیدار ہو کر آیا اور اس نے رونے کا سبب پوچھا، انھوں نے مولی کے لئے استاد کے حکم کا واقعہ سنایا۔ اس نے کہا بے موسم مولی کہاں ملے گی اتنے میں محلہ کے اور لوگ بھی آگئے۔ اس میں ایک عورت نے مولی کا پتہ بتایا پھر سب لوگ شیخ صفی الدین کے ساتھ مولی والی کے گھر گئے اور دروازہ کھٹکھٹا کر جگایا، اور مولی کا قصہ سنایا، اس نے دو عمدہ مولیاں اکھاڑ کر شیخ صفی الدین کے حوالہ کر دیں، وہ لے کر استاد کی خدمت میں پہنچے، تو وہ بے حد خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور اس کی برکت سے وہ اپنے وقت کے امام ہوئے۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

ہر کہ خود را دید او محروم شد

ان واقعات کو پڑھئے اور اپنے زمانہ کے طلباء کو دیکھئے تو زمین و آسمان ہی بدلے ہوئے نظر آئیں گے۔

Marfat.com

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے "الاعتدال فی مراتب الرجال" میں ایک مقام پر تحریر فرمایا ہے کہ "یہ طے شدہ امر ہے اور عادۃ اللہ ہمیشہ سے یہی جاری ہے کہ اساتذہ کا احترام نہ کرنے والا کبھی بھی علم سے متنفع نہیں ہوسکتا۔ علامہ زرنوجی نے "تعلیم المتعلم" میں لکھا ہے کہ میں بہت سے طلباء کو دیکھتا ہوں کہ وہ علم کے منافع سے بہرہ یاب نہیں ہوئے، جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے شرائط اور آداب کا لحاظ نہیں رکھتے، اسی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں انھوں نے ایک مستقل فصل "اساتذہ کی تعظیم کے ضروری ہونے" میں لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ طالب علم، علم سے متنفع ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ علم اور علماء اور اساتذہ کا احترام نہ کرے جس شخص نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ احترام سے کیا ہے اور جو گرا ہے وہ بے حرمتی سے گرا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ آدمی گناہ سے کافر نہیں ہوتا، دین کے کسی جزو کی بے حرمتی کرنے سے کافر ہوجاتا ہے۔ ولنعم ما قیل

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم گشت از فضل رب

عام طور پر مشہور ہے کہ والدین کی خدمت رزق میں زیادتی کا سبب ہوتی ہے اور اساتذہ کی خدمت علم میں ترقی کا۔ الغرض یہ بالکل طے شدہ امر ہے لیکن ہمارا جو طرز عمل ہے وہ سب ہی کو معلوم ہے کہ جب شاگردوں اور استاد کا سیاسی اختلاف ہوتا ہے، تو اس پر فقرہ بازی، تنقیص، عیب جوئی وغیرہ میں ابتلا ہوتا ہے جو ان کے لئے حرمان کا سبب بن جاتا ہے۔ بہر حال جو علم بھی ہو اس کا کمال اس وقت تک ہوتا ہی نہیں۔ اور اس کا نفع حاصل ہی نہیں ہوتا جب تک کہ اس فن کے اساتذہ کا ادب نہ کرے چہ جائیکہ ان سے مخالفت کرے۔ کتاب "الدنیا والدین"

Marfat.com

میں لکھا ہے کہ طالب علم کے لئے استاد کی خوشامد اور اس کے سامنے تذلیل (ذلیل بننا) ضروری ہے اگر ان دونوں چیزوں کو اختیار کرے گا۔ نفع کمائے گا۔ اور دونوں کو چھوڑ دے گا، تو محروم رہے گا۔ حضورؐ سے نقل کیا ہے کہ طلب علم کے سوا کسی چیز میں خوشامد کرنا مومن کی شان نہیں ہے۔ بعض حکیموں کا قول نقل کیا ہے کہ

جو طلب علم کی تھوڑی سی ذلت کو برداشت نہیں کرتا ہمیشہ جہل کی ذلت میں رہتا ہے۔ (الاعتدال فی مراتب الرجال صد ۳۹/۴۰)

فائدہ: میرے حضرت اقدس دامت برکاتہم نے آداب طالب کا ایک مستقل باب اوجز المسالک شرح موطا امام مالک کے مقدمہ میں ذکر فرمایا ہے جو طلباء کے لئے حرز جاں بنانے کے لائق ہے۔

Marfat.com

پانچویں فصل

اساتذہ کا شاگردوں کے ساتھ حسنِ سلوک

جس طرح کوئی رشتہ ایک طرفہ طور پر استوار نہیں ہوتا اسی طرح علمی رشتہ بھی صرف طلباء کے ادب و احترام سے مکمل طور پر قائم نہیں ہوتا بلکہ حضرات اساتذہ کے لئے بھی طلباء کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت کا معاملہ برتنا ضروری ہوتا ہے، چنانچہ حق تعالیٰ شانہ نے چند لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے ان میں شاگرد بھی ہے۔

بالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمٰی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وماملکت ایمانکم (المحصنت ع ۸)

والدین، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسی اور غیر رشتہ دار پڑوسی اور پہلو کے ساتھ اور غلاموں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔

فائدہ: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صاحب بالجنب سے مراد ابن جریج رحؒ اور ابن زیدؒ کے نزدیک وہ شخص ہے جو اپنے نفع کے لئے تیرے ساتھ ہو۔ لہٰذا یہ لفظ شاگرد اور استاد دونوں کو شامل ہوگا۔ (تفسیر مظہری ص ج۲)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ عالم اور متقی تھے، اور آپؐ سے زیادہ کوئی متواضع اور کشادہ رو نہیں تھا۔ آپ کسی کی طرف

Marfat.com

بے مسکرائے اور کشادہ پیشانی کئے ہوئے نہ دیکھتے تھے، حق تعالیٰ نے آپ سے خطاب فرمایا۔

واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین ۔ مومنین میں سے (جو درحقیقت آپ کے شاگرد تھے) جو آپ کا اتباع کر رہے ہیں۔ ان کے لیے اپنے بازوئے محبت کو پھیلائے رکھیئے اور فرمایا

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضو من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر۔

بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب سے آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تندخو، سخت طبیعت ہوتے، تو یہ آپ کے پاس سب منتشر ہو جاتے ۔ سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور آپ ان کے لئے استغفار کر دیجئے اور ان سے خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے۔ (اکسیر ہدایت ص۴۹ ، ترجمہ آیت حضرت تھانوی)

فائدہ : غور فرمایا جائے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلندی مرتبہ اور مومنین کے ادائے حقوق کی پوری رعایت کے باوجود ان کے ساتھ محبت وشفقت اور نرم برتاؤ کا حکم ہو رہا ہے تو ہمہ شما کی کیا حقیقت ہے۔ ہمیں تو اپنی حیثیت کو نگاہ میں رکھ کر طلباء دین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ شفقت ونرم رویہ اپنانا چاہیئے۔

رسول اللہ ﷺ کی وصیت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے خطاب کر کے فرمایا کہ لوگ دین کے معاملے میں تمہارے تابع ہیں، لوگ دور دراز جگہوں اور ملک ملک سے تمہارے پاس دین کا علم حاصل کرنے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آجائیں تو تم ان کے لئے میری جانب سے بھلائی کی وصیت قبول کرو۔ (ترمذی ص۸۹ج۲ ، مشکوۃ ص۳۳)

ابو ہارون عبدی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت اس طرح

Marfat.com

نقل کی ہے عنقریب لوگ تمہارے پاس طالب علم بن کر آجائیں گے، جب تم انھیں دیکھو تو یوں کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں پھر تم انھیں علم سکھانا۔ (ابن ماجہ صلا)

فائدہ: اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت جس طرح حضرات صحابہ کرام کے لئے ہے اسی طرح ہر دور میں یہاں تک کہ ہمارے لئے بھی ہے اس لئے ہم بھی انھیں کے نام لیوا اور ان ہی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اگر اس دور میں ہمارا طرز عمل ان کے عمل کے مطابق نہیں ہے تو ہمیں سخت فکرمند ہونا چاہیئے حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس کی فکر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کی توفیق و سعادت نصیب فرمائے۔

Marfat.com

چھٹی فصل

علمار کے لئے طلبار اور عوام کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولیعفوا ولیصفحوا۔ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم (النور ع ۹)

ترجمہ: اور چاہیئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگذر کریں، کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف فرما دے۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔ واللہ یحب المحسنین (آل عمران ع ۴)

ترجمہ: اور غصہ ضبط کرنے والے، اور لوگوں سے درگذر کرنے والے (متقی ہیں) اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (شوریٰ ع ۵)

ترجمہ: اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

وارثین انبیار کی شان تکلیف دہ باتوں پر صبر اور عفو درگذر کی بہت سی آیات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ صاحب روض الریاحین نے لکھا ہے کہ جو شخص اولیار اور علمار میں سے آثار انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے

Marfat.com

ہوجاتا ہے کہ اسے ایذا دی جائے، اور بہتان و زور اس کی طرف منسوب ہوں کہ یہ صبر کرے جیسا کہ انھوں نے صبر کیا، اور جو ایذا خلق اس پر وارد ہوتی ہے وہ اس کا تحمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے میراث رسل ان کے لئے ثابت کر دیتا ہے بندوں میں اس کی قدر بلند کرتا ہے۔ اس کے انوار کو کامل فرماتا ہے۔ اور اس سے اس کے مراتب کا تفاوت ظاہر ہوتا ہے کیونکہ آدمی اپنے دین کے بقدر آزمایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا (سجدہ ع ۱۶)

ترجمہ: اور ہم نے ان میں بہت سے پیشوا بنا دیتے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب کہ وہ لوگ صبر کئے رہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ولقد کذب رسلٌ من قبلك فصبروا علیٰ ما کذبوا واوذوا حتی اتاھم نصرنا (انعام ع ۱)

ترجمہ: اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں، ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے سو انھوں نے اس پر صبر ہی کیا۔ کہ ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو ایذائیں پہونچائیں گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی۔ (حکایت الصالحین ترجمہ روض الریاحین)

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ سب سے زیادہ آزمائش لوگوں میں کس کی ہوتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، نبیوں کی پھر جو ان سے زیادہ مشابہ ہو۔

بندے کو اس کے دین کے بقدر آزمایا جاتا ہے اگر وہ اپنے دین میں خوب مضبوط جما ہوا ہے تو اس کی آزمائش بھی خوب ہوتی ہے اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو اسی کی مقدار آزمائش میں کمی ہوتی ہے، پھر بندے کی یہ آزمائش ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ آزمائش بندے کو چھوڑ دیتی ہے اور وہ بندہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر گناہ

Marfat.com

باقی نہیں رہتا۔ (ابن ماجہ صفہ۳)

جسمانی اذیت پر بھی دعائے خیر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آج تک وہ نقشہ میری نظر میں گھوم رہا ہے، اور گویا میں جناب رسول اللہ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کا واقعہ نقل کر رہے ہیں کہ ان کی قوم نے پتھر مارے اور وہ اپنے چہرے سے خون کو پوچھتے ہوئے یہ دعا کر رہے تھے۔ اللھم اغفر لقومی فانھم لایعلمون۔ اے اللہ میری قوم کو معاف فرما دے کیونکہ وہ ناسمجھ ہے۔

(بخاری، مسلم، ابن ماجہ صفہ۳، ریاض الصالحین صفہ۲۷۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ ایک دبیز گوٹ والی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے اتنے میں ایک دیہاتی نے آکر آپ کی چادر کو اتنی سختی سے کھینچا کہ میں نے دیکھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے پر اس کا نشان پڑ گیا۔ پھر اس شخص نے کہا۔ یا محمد مُرْلِیْ من مال اللہ الذی عندک۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے خدا کے اس مال میں سے دینے کا حکم کیجئے جو آپ کے پاس ہے (اس تکلیف دہ صورت پر نہ آپ ناراض ہوئے نہ سخت سُست کہا بلکہ) آپ اس کی طرف متوجہ ہو کر مسکرانے لگے اور اس کو مال دینے کا حکم دیدیا۔ (ریاض الصالحین صفہ۲۷۸)

فائدہ: نبی اکرم صلی اللہ کی شان عفو و کرم دیکھئے کہ اعرابی کا لب و لہجہ بھی سخت تھا اور اس کی حرکت بھی نامناسب اور تکلیف دہ تھی پھر بھی آپ نے اسے نہ دھمکایا۔ نہ محروم فرمایا، اور ہمارا عمل اس کے بالکل برعکس ہے کہ ذرا سی بات پر بھڑک اُٹھتے ہیں۔ اور جس شخص سے ایسی بات سرزد ہو جائے اسے اپنے پاس پھٹکنے دینے کو بھی گوارا نہیں کرتے۔

Marfat.com

سفرِ طائف میں صبر و دعا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کے ایسے کتنے ہی واقعات ہیں جن میں تکلیف دہ سختی کے مقابلے میں آپ نے معافی اور درگذر کو پسند فرمایا۔ طائف کے دعوتی سفر میں طائف والوں سے مایوس ہو کر جب آپ واپس ہونے لگے تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپ کا مذاق اُڑائیں تالیاں پیٹیں، پتھر یں ماریں یہاں تک کہ اوباشوں کے پتھراؤ سے آپ اس قدر شدید زخمی ہو گئے کہ آپ کے دونوں جوتے خون میں رنگین ہو گئے قوم کی طرف سے اس تکلیف دہ سلوک کے باوجود جب ملک الجبال نے آپ سے پوچھا ؟ یا محمد ان اللہ قد سمع قول قومك لك وانا ملك الجبال وقد بعثنی الیك لتامرنی بامرك فما شئت ان شئت اطبقت علیھم الاخشبین۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم نے آپ کو جو ناروا باتیں کہی ہیں، اللہ نے انھیں سن لیا ہے۔ میں ملک الجبال ہوں اور خدا نے آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ چاہتے ہیں اس کا مجھے حکم فرمادیں اگر اشارہ ہو تو دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں یا اور جو سزا آپ تجویز فرمائیں۔

جناب صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیم و کریم ذات نے جواب دیا۔ بل ارجوان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ وحدہ ولا یشرك بہ شیئاً۔ بلکہ میں تو یہ امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں کی نسل میں ایسے لوگوں کو پیدا فرمادیں جو ایک خدا کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ (ریاض الصالحین صـ۲۲۷ بخاری و مسلم)

فائدہ: مربی مشفق حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم اس کے فائدہ میں لکھتے ہیں کہ یہ ہیں اخلاق اس کریم ذات کے جس کے ہم لوگ نام لیوا ہیں۔ کہ ہم ذرا سی تکلیف سے، کسی کی معمولی گالی دیدینے سے ایسے بھڑک جاتے ہیں کہ عمر بھر اس کا بدلہ نہیں اترتا

Marfat.com

ظلم پر ظلم اس پر کرتے رہتے ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں اپنے محمدی ہونے کا، نبی کے پیرو بننے کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی سخت تکلیف اور مشقت اُٹھانے کے باوجود نہ بددعا فرماتے ہیں نہ کوئی بدلہ لیتے ہیں۔ (حکایت صحابہ ص۱۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ المومن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاھم اعظم اجرًا من المومن الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاھم۔ ابن ماجہ ص۳۰۱

وہ مومن جو (لوگوں کی اصلاح وہدایت کے لئے) لوگوں سے ملتا جلتا رہے اور ان کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرے تو وہ اس مومن سے ثواب میں بہت زیادہ بڑھا ہوا ہے جو نہ لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور نہ ان کی دل آزاری پر صبر کرتا ہے۔

علم اور حلم

حدیث شریف میں اللّٰھم اغنی بالعلم وزینی بالحلم۔

اے اللہ علم سے میری مدد فرمایئے اور حلم سے مجھے زینت بخشئے کیونکہ جو عالم علم کے ساتھ موصوف ہوگا وہ اپنے علم سے مخلوق کو فائدہ پہنچائے گا کہ اس نفع رسانی کی وجہ سے اس کو فضیلت کا خاص درجہ حاصل ہے اور نفع رسانی میں طرح طرح کی خلاف طبیعت باتیں پیش آئیں گی تو اس وقت سہار اور برداشت کی سخت ضرورت ہوگی بس اس صفت کا نام حلم ہے۔

(فضیلتِ عالم ص۲۳)

Marfat.com

ساتویں فصل

مسلمانوں کی پردہ دری اور توہین وتحقیر کی مذمت

اس فصل میں بطور خاص ان باتوں پر تنبیہہ مقصود ہے جن میں آجکل ابتلاً عام ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس میں ناخواندہ اور پڑھے لکھے سب دلچسپی لے رہے ہیں۔ اس منحوس کا اثر ہے کہ ہم مسلمان ہوتے ہوئے بھی بے وقعت ہو رہے ہیں کیونکہ ہم اوروں کے ساتھ جو معاملہ کر رہے ہیں قدرت کی طرف سے وہی معاملہ ہمارے ساتھ دہرادیا جاتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا، خدا کا قانونی انصاف ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

مسلمان کے ساتھ سلوک

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے ساتھ نہ تو خیانت کرے نہ اس کو جھٹلائے اور نہ اسے رسوا کرے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، اس کا مال اور خون برباد کرنا حرام ہے۔ تقوی اس جگہ (سینے میں) ہے اور آدمی کے شریر ہونے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی توہین وتحقیر کرنے لگے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۵)

فائدہ: پرہیزگاری نماز، روزہ، زکوٰۃ وصدقات کی کثرت میں نہیں ہے بلکہ

Marfat.com

اس کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ کہ اگر وہ خدا اور رسول کے فرمودہ اسلامی انسانی حقوق کا احترام کرتا ہے اور ان حقوق میں بے احترامی کرنے پر خدا کی پکڑ سے ڈرتا ہے تو وہ صحیح معنوں میں پرہیزگار ہے۔ ورنہ دل سے ان حقوق کی رعایت کے بغیر ظاہری اعمال کے ذریعہ تقویٰ کا اظہار حقیقی تقویٰ نہیں۔ تقویٰ کی نمائش ہے۔

پردہ دری کی مذمت

شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد ذکریا صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ایک مسلمان کی پردہ دری ہو رہی ہے حالانکہ عرض مسلم (مسلمان کی عزت وآبرو) ایک عظیم الشان اور رفیع شئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ جل شانہٗ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ (رواہ مسلم وابوداؤد وغیرھما ترغیب)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

جو مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ دری کرتا ہے اللہ جل شانہٗ اس کی پردہ دری فرماتا ہے حتیٰ کہ گھر بیٹھے اس کو رسوا کر دیتا ہے۔ (رواہ ابن ماجہ ترغیب)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں مسلمان کی مدد نہ کرے جب کہ اس کی آبرو ریزی ہو رہی ہو تو اللہ جل شانہٗ اس کی مدد سے ایسے وقت میں اعراض فرماتے ہیں جب کہ وہ مدد کا محتاج ہو۔

(رواہ ابوداؤد، درفرائد ترجمہ جمع الفوائد صـ۲۹)

ایک دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ بدترین

Marfat.com

سود مسلمان کی آبرو ریزی ہے۔ (فضائل تبلیغ صہ۲۱)

فائدہ : ادنیٰ ترین گناہ ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور ایک درہم سود کا گناہ ۳۵ مرتبہ زنا کرنے سے سخت ہے۔ اور مسلمان کی آبرو ریزی اس سے بھی زیادہ بدترین سود ہے۔ تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان کی آبرو ریزی کرنے کا گناہ ۳۵ مرتبہ زنا کرنے کے گناہ سے بھی کتنا زیادہ بڑا گناہ ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کی آبرو کو بچایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو دوزخ سے بچائیں گے۔

فائدہ : قرآن شریف میں ہے اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ۔

ترجمہ۔ جسے آپ نے دوزخ میں ڈال دیا اسے رسوا فرما دیا معلوم ہوا کہ دوزخ کا عذاب رسوائی کا سامان ہے اور جس بندے نے دنیا میں کسی مسلمان کی آبرو کو بچا کر اسے رسوا ہونے سے بچایا حق تعالیٰ شانہٗ کے یہاں اس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کو دوزخ سے بچا کر رسوا ہونے سے بچائیں گے۔

حضرت عمر کا واقعہ

حضرت امام غزالیؒ احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک رات میں مدینہ منوّرہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گشت کر رہا تھا کہ اتنے میں ہم کو ایک چراغ جلتا معلوم ہوا ہم اس کی طرف چلے اور جب قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک دروازہ بند ہے اور مکان کے اندر لوگ شور وغل مچا رہے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ تم کو معلوم ہے یہ کس کا مکان ہے ؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گھر ربیعہ بن امیہ کا ہے۔ اور یہ لوگ اس وقت (نشے میں) متوالے ہیں۔ تمہاری کیا رائے ہے، ان کو گرفتار کریں ؟ میں نے کہا ہم نے وہ کام کیا جس کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے لاتجسسوا یعنی بھید کی تلاش مت کرو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو ویسے ہی چھوڑ کر چلے آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیب کو چھپانا اور اس کے در پے نہ ہونا واجب ہے۔

فائدہ : اور ہم ہیں کہ لوگوں کے ڈھکے چھپے عیبوں کو ٹوہ ٹوہ کر کھود کرید کر ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو رسوا شرمندہ کر کے یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی فاتحانہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ حالانکہ حق تعالیٰ شانہٗ اس بات سے منع کرتے ہیں اور ہم اس کی پروا نہیں کرتے۔

عیب جوئی اور تحقیر کی مذمت

اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔۔۔۔۔ ۔۔۔ فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے عیبوں کے در پے ہو گے۔ تو ان کو خراب کر دو گے یا قریب ہے کہ ان کو بگاڑ دو گے۔ (مذاق العارفین ترجمہ احیا العلوم صہ ۲۱۷/۱)

فائدہ : کسی کی صرف برائیوں کو ٹٹول کر نمایاں کرنا اور اس کی خوبیوں پر نظر نہ کرنا، بسا اوقات یہ اثر پیدا کر دیتا ہے کہ وہ اپنے عیبوں پر اصرار کرنے لگے اور محض ضد میں اس کے اندر برائی اور جڑ پکڑ جائے، اس لئے صرف عیبوں کو تلاش کرنا اس کو خراب و برباد کے ہم معنی ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے (ارشاد الملوک صہ ۱۴۹ میں اس کو مرفوعاً نقل کیا گیا ہے۔) کہ کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھ کہ صغیر مسلمان بھی خدا کے نزدیک کبیر ہے۔ (احیاء العلوم، ام الامراض صہ ۱۳۱)

فائدہ : اصل بات یہ ہے کہ خدا نے ساری کائنات کا جوہر سمیٹ کر ایک انسان کو وجود بخشا اور ساری انسانی قدریں جمع فرما کر ایک مسلمان کو بنایا۔ لہٰذا وہ اوروں کی نظر میں کتنا ہی حقیر و ذلیل کیوں نہ ہو لیکن جس ذاتِ عالی کے فیضِ قدرت اور بے پایاں کرم نے اسے سنوارا۔ اور اسلام کا نور اسے عطا فرمایا اس کی نظر میں وہ سچے موتی سے زیادہ قیمتی ہے اور ہم ہیں کہ اسے بے قیمت ثابت کرنے کی دھن میں پڑے رہتے ہیں اور اپنی نظر میں خود کو سب سے زیادہ قیمتی تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

آٹھویں فصل

علماء کے اکرام کی فضیلت اور ان کی تحقیر و تذلیل کی مذمت

اس فصل میں اکرام علماء کی ترغیب اور ان کی تحقیر پر ترہیب کی آیات و احادیث شامل ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے کہ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ. جو اللہ کی نشانیوں کی عظمت کرے تو وہ اس کی دلی پرہیزگاری کی باتوں میں سے ہے اور علماء کرام شعائر اللہ ہیں کیونکہ ان کا سینہ قرآن و حدیث کے علوم کا گنجینہ ہے۔ اس لئے ان کا اکرام و احترام انتہائی ضروری ہے۔ اور ان کی تحقیر و توہین کرنے سے پرہیز لازم ہے۔

خطرناک بات مخدومی مطاعی حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ عامۂ مسلمین کو ایک خاص امر کی طرف متوجہ کرنا ہے وہ یہ کہ اس زمانہ میں علماء کی طرف سے بدگمانی بے توجہی نہیں بلکہ مقابلہ اور تحقیر کی صورتیں بالعموم اختیار کی جارہی ہیں۔ یہ امر دین کے لحاظ سے نہایت ہی سخت خطرناک ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ دنیا کی ہر جماعت میں جس طرح اچھوں میں بُرے بھی ہوتے ہیں علماء کی جماعت میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ جھوٹے سچوں میں شامل ہیں۔ اور

Marfat.com

علمار سو، علمار رشد میں مخلوط ہیں مگر پھر بھی دو امر بے حد لحاظ کے قابل ہیں۔ اول یہ کہ جب تک کسی شخص کا علمار سو میں سے ہونا محقق نہ ہو جائے اس پر ہرگز کوئی حکم نہ لگا دینا چاہیئے۔ قرآن شریف میں ہے۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔

ترجمہ۔ اور جس کی تجھ کو تحقیق نہ ہو اس پر عملدرآمد نہ کیا کر، کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کی پوچھ ہوگی (بیان القرآن) اور محض اس بدگمانی پر کہ کہنے والا شاید علمار سو میں ہو اس کی بات کو بلا تحقیق رد کر دینا اور بھی زیادہ ظلم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اس قدر احتیاط فرمائی ہے کہ یہود تورات کے مضامین کو عربی میں نقل کر کے سناتے تھے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ نہ ان کی تصدیق کیا کرو نہ تکذیب، بلکہ یہ کہہ دیا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے، سب پر ہمارا ایمان ہے یعنی یہ کہ کافروں کی نقل کے متعلق بھی بلا تحقیق تصدیق و تکذیب سے روک دیا لیکن ہم لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی شخص کسی قسم کی بات ہماری رائے کے خلاف کہتا ہے تو اس کی بات کی وقعت گرانے کے لئے کہنے والے کی ذات پر حملے کئے جاتے ہیں گو اس کا اہل حق ہونا بھی محقق (ثابت شدہ) ہو۔

علمار کی مغفرت

دوسرا ضروری امر یہ ہے کہ علمار حقانی، علمار رشد، علمار خیر بھی بشریت سے خ ا ہیں ہوتے، معصوم ہونا انبیار علیہم السلام کی شان ہے اس لئے ان کی لغزشوں ان کی کوتاہیوں۔ ان کے قصوروں کی ذمہ داری انھیں پر عائد ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ان کا معاملہ ہے سزا دیں یا معاف کر دیں۔ بلکہ اغلب یہ ہے کہ ان کی لغزشیں معاف ہی ہو جائیں گی اس لئے کہ کریم آقا اپنے اس غلام سے جو ذاتی کاروبار چھوڑ کر آقا کے کام میں مشغول ہو جائے اور ہمہ تن اس میں لگا رہے اکثر تسامح اور

Marfat.com

درگذر کیا کرتا ہے۔ پھر اللہ جل وعلیٰ کے برابر تو کوئی کریم ہو ہی نہیں سکتا۔

(فضائل تبلیغ ص ۲۵/۲۶)

چنانچہ کنزل العمال، اور روح المعانی اور ترغیب وترہیب میں یہ حدیث مذکور ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ، قیامت کے دن تمام مخلوقات کو دوبارہ زندہ کرنے کے بعد جمع فرمائیں گے اور خود کرسی عدل پر جلوہ فرما ہوں گے اور علماء کی جماعت کو سب لوگوں سے چھانٹ کر ایک جگہ جمع فرمائیں گے اور پھر یہ ارشاد فرمائیں گے۔

یا معشر العلماء إنی لم اضع فیکم علمی لاعذبکم اذھبو فقد غفرت لکم

ترجمہ: اے گروہ علماء میں نے تمہارے سینوں میں اپنا علم اس لئے نہیں رکھا تھا کہ تمہیں عذاب دوں، جاؤ میں نے سب کو بخشدیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ اس کرم اور لطف عمیم کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمائیں گے۔ انی لم اجعل علمی وحلمی فیکم إلا وانا اریدان اغفر لکم علی ماکان فیکم ولا ابالی۔

ترجمہ۔ میں نے اپنا علم وحلم تمہیں ودیعت کر کے صرف یہی ارادہ کیا تھا کہ تمہاری اس بات پر مغفرت کروں مجھے اس بخشش پر (کسی کے اعتراض کی) کوئی پرواہ نہیں۔

(رواہ الطبرانی، الترغیب والترھیب ص ۳۴)

میرے مشفق مربی حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم آگے لکھتے ہیں۔

لیکن وہ بمقتضائے عدل گرفت بھی فرمائیں تو وہ ان کا معاملہ ہے۔

ان امور کی وجہ سے علماء سے لوگوں کو بدگمانی کرنا نفرت دلانا دور رکھنے کی کوشش کرنا۔ لوگوں کے لئے بددینی کا سبب ہوگا اور ایسا کرنے والوں کے لئے وبال عظیم ہے۔

Marfat.com

علماء کا اکرام خدا کا اکرام ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

اللہ تعالیٰ اکرام ذی شیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ ولا الجافی عنہ واکرام ذی السلطان المقسط ۔ (ترغیب بن ابوداؤد)

ترجمہ ۔ تینوں اصحاب ذیل کا اکرام اللہ تعالیٰ کا اعزاز ہے ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا وہ حامل قرآن جو افراط و تفریط سے خالی ہو۔ تیسرا منصف حاکم۔

ایک پیشین گوئی ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اس میں عالم کا اتباع نہیں کیا جائے گا۔ اور حلیم آدمی سے شرم کی جائے گی نہ اس میں بڑے کی تعظیم ہوگی، نہ چھوٹے پر شفقت ہوگی، دنیا کے حاصل کرنے پر آپس میں قتل و قتال ہوگا جائز کو جائز نہ سمجھیں گے ناجائز کو ناجائز نہ سمجھیں گے نیک لوگ چھپتے پھریں گے اس زمانہ کے آدمی بدترین خلائق ہوں گے حق تعالیٰ شانہ قیامت میں ان کی طرف ذرا بھی توجہ نہ فرمائیں گے

(الاعتدال فی مراتب الرجال ص۱۴۲)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ میں ایسے زمانے کو نہ پاؤں یا صحابہ کو خطاب فرمایا کہ تم لوگ ایسے زمانہ کو نہ پاؤ جس میں عالم کا اتباع نہ کیا جائے حلیم سے شرم نہ کی جائے اس زمانہ کے لوگوں کے دل عجمی (کفار) جیسے ہوں گے۔ اور زبانیں عرب جیسی (فصیح) (ترغیب)

فائدہ :- موجودہ دور میں علماء کرام کے ساتھ جو جو بے توجہی برتی جاتی ہے اس سے سخت اندیشہ ہے کہ ہم لوگ اسی منحوس دور سے تو نہیں گذر رہے ہیں جس کو نہ پانے کی حضور نے دعا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس دور کی نحوست سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

Marfat.com

علماء کو اذیت پہنچانا حضورؐ کو اذیت پہنچانا ہے

خیر الامۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی فقیہہ عالم کو اذیت پہنچائے اس نے رسول اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے اس نے اللہ جل جلالہٗ کو اذیت پہنچائی۔

فائدہ:۔ اس پر وہ حضرات غور فرمائیں جو زبان یا کسی بھی عمل سے علماء کرام کو تکلیف دیتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ بات کہاں تک پہنچ رہی ہے۔

علماء کو گالی دینے میں کفر کا خطرہ

مولانا عبدالحق صاحب لکھنوی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:۔

کہ اگر مقصود آں دشنام دہندہ استخفاف علم وتحقیر علماء من حیث العلم ست فقہا حکم بکفرش می دہند۔ ورنہ در فاسق بودن آنکس و مستحق غضب الٰہی و مستوجب عذاب دنیوی واخروی شدن آں شبہ نیست

اگر گالیاں دینے والے کا مقصد علم اور علماء کی تحقیر علم کی وجہ سے ہے تو فقہاء اس کے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں ورنہ اگر کسی اور وجہ سے ہے تب بھی اس شخص کے فاسق و فاجر ہونے میں اور اللہ کے غصہ اور دنیا اور آخرت کے عذاب کا مستحق ہونے میں شبہ نہیں۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں "نصاب" سے نقل کیا ہے۔

من ابغض عالماً من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر جو کسی عالم سے بلا کسی ظاہری سبب کے بغض رکھے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔

ظاہری سبب سے یہ مراد ہے کہ اگر کوئی شرعی وجہ اور دلیل اس بات کا ہو تو مضائقہ نہیں۔ لیکن بلا کسی شرعی وجہ کے ایسا کرنا سخت اندیشہ ناک ہے (الاعتدال صفحہ ۱۵۳/۱۵۴)

Marfat.com

علماء کرام کا عہد علامہ عبدالوہاب شعرانی جو اکابر صوفیہ میں ہیں، انھوں نے ایک کتاب عہود محمدیہ میں لکھی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فلاں فلاں باتوں پر حضور نے عہد لئے ہیں اس میں لکھتے ہیں۔ ہم لوگوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک عام عہد اس بات کا لیا گیا ہے کہ ہم علماء کرام کا اکرام کریں اعزاز کریں اور ان کی تعظیم کریں اور ہم میں یہ قدرت نہیں ہے کہ ان کے احسانات کا بدلہ ادا کر سکیں، چاہے ہم وہ سب کچھ دیدیں جو ہماری ملک میں ہے اور خواہ مدت العمر ان کی خدمت کرتے رہیں۔

اس معاہدہ میں بہت سے طلبہ اور بہت سے مریدین کوتاہی کرنے لگے ہیں حتیٰ کہ ہم کو ایک شخص بھی نظر نہیں آتا جو اپنے استاد کے حقوق واجبہ ادا کرتا ہو یہ دین کے بارے میں بڑی بیماری ہے جس سے علم کی اہانت کا پتہ چلتا ہے اور اس ذات صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ساتھ لاپرواہی کا پتہ چلتا ہے جس نے اس کا حکم فرمایا اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھا ہے۔

ہم لوگوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ عام عہد لیا گیا ہے کہ ہم علماء کی، صلحاء کی اور اکابر کی تعظیم کریں، چاہے وہ خود اپنے علم پر عمل نہ کیا کریں۔ اور ہم لوگ ان کے حقوق واجبہ کو پورا کرتے رہیں اور ان کے ذاتی معاملات کو اللہ کے سپرد کر دیں جو شخص ان کے حقوق واجبہ اکرام و تعظیم میں کوتاہی کرتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت کرتا ہے اس لئے کہ علماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں اور ان کی شریعت کے حامل اور اس کے خادم ــــ پس جو شخص ان کی اہانت کرتا ہے تو یہ سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ اور یہ کفر ہے۔

تم غور کرلو کہ بادشاہ اگر کسی کو ایلچی بنا کر کسی کے پاس بھیجے اور وہ اس کی اہانت کرے تو بادشاہ ایلچی کی بات کس غور سے سنے گا اور اپنی اس نعمت کو جو اس اہانت کرنے والے پر تھی ــــ ہٹالے گا۔ اور اس کو اپنے دربار سے ہٹادے گا۔ بخلاف اس شخص کے۔

Marfat.com

جو اہلِ علم کی تعظیم و تکریم کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے تو بادشاہ بھی اس کو اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔ (الاعتدال ص ۱۵۱/۱۵۲)

ایک اور پیشین گوئی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا ہے کہ جب میری امت اپنے علماء سے بغض رکھنے لگے گی اور بار بار عمارتوں کو بلند اور غالب کرنے لگے گی۔ اور مال و دولت کے ہونے پر نکاح کرنے لگے گی۔ (یعنی نکاح میں بجائے دین داری اور تقویٰ کے مالدار کو دیکھا جائے گا) تو حق تعالیٰ شانہ' چار قسم کے عذاب ان پر مسلط فرما دیں گے (۱) قحط سالی ہو جائے گی (۲) بادشاہ کی طرف سے مظالم ہونے لگیں گے (۳) حکام خیانت کرنے لگیں گے (۴) دشمنوں کے پے در پے حملے ہوں گے (حاکم) آج کل ان عذابوں میں کونسا عذاب نہیں ہے جو امت پر مسلط نہیں۔ لیکن وہ اپنی خوشی سے ان کے اسباب کو اختیار کریں تو پھر شکایت کیا۔

(ایضاً ص ۱۵۳)

حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ جو لوگ علماء حق کے درپے آزار ہیں، ان کی اہانت و تذلیل کو فخر سمجھتے ہیں اور کرتے ہیں وہ غالباً بلکہ یقیناً علماء کی بہ نسبت اپنا نقصان زیادہ کر رہے ہیں علماء کا تو زیادہ سے زیادہ یہ نقصان کریں گے کہ کچھ دنیاوی متاع میں شاید کچھ نقصان پہنچا سکیں، بشرطیکہ وہ مقدر میں کچھ کمی کر سکنے پر قادر ہوں یا دنیوی عزت و جاہ کو جو نہایت ہی بے وقعت اور ناپائیدار چیز ہے نقصان پہنچا سکیں گے مگر یہ لوگ اپنے کو برباد کر رہے ہیں۔ اور اپنا دینی نقصان کر رہے ہیں۔ (الاعتدال ص ۱۴۸)

علماء کی توہین پر وعید مسند فردوس دیلمی میں ایک ... ہے ...

Marfat.com

حامل القرآن حامل لواء الاسلام من اکرمه فقد اکرمه الله ومن اهانه فعلیه اللعنة۔ صاحب قرآن (عالم) اسلام کا جھنڈا لئے ہوئے ہے جو اس کی تعظیم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عزت دے گا اور جو اس کی توہین کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی۔ (ام الامراض ص۲۶)

دوسری حدیث میں ارشاد ہے۔

لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا۔

ترجمہ: وہ شخص جو ہمارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے، ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے، ہمارے علماء کی قدر نہ کرے وہ ہماری امت میں سے نہیں ہے۔ (ترغیب عن احمد والحاکم وغیرہما)

ایک اور حدیث میں وارد ہے:

عن ابی امامة رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلث لایستخف بھم الا منافق، ذوالشیبة فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط۔ (ترغیب عن الطبرانی)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین شخص ایسے ہیں کہ ان کو خفیف (ذلیل) سمجھنے والا منافق ہی ہو سکتا ہے (نہ کہ مسلمان وہ تین شخص یہ ہیں)

ایک بوڑھا مسلمان، دوسرا عالم، تیسرا منصف حاکم،

بعض روایات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ تین چیزوں پر خوف ہے۔

۱۔ ایک یہ کہ ان پر دنیاوی فتوحات زیادہ ہونے لگیں جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے حسد پیدا ہونے لگے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ قرآن شریف آپس میں اس قدر عام ہو جائے کہ ہر شخص اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرے حالانکہ اس کے معانی اور بہت سے ایسے بھی ہیں۔

Marfat.com

جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا اور جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ بھی یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے (بیان القرآن) یعنی علم میں پختہ کار لوگ بھی تصدیق کے سوا آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کرتے تو پھر عوام کو چون وچرا کا کیا حق ہے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ علماء کی حق تلفی کی جائے، اور ان کے ساتھ لاپرواہی کا معاملہ کیا جائے۔ ترغیب میں اس حدیث کو بروایت طبرانی ذکر کیا ہے۔ اور اس قسم کی روایت بکثرت حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ (فضائل تبلیغ ص۲۷)

جس قسم کے الفاظ اس زمانہ میں علماء اور علوم دینیہ کے متعلق اکثر استعمال کئے جاتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ان میں سے اکثر الفاظ کو الفاظ کفریہ میں شمار کیا ہے، مگر لوگ اپنی ناواقفیت سے اس حکم سے غافل ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اس قسم کے الفاظ بالعموم استعمال کرنے میں بہت زیادہ احتیاط کی جائے۔

علماء کا اختلاف رحمت ہے

ایک عام اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ ان علماء کے اختلاف نے عوام کو تباہ و برباد کر دیا ہے ممکن ہے کہ کسی درجہ میں صحیح ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ علماء کا یہ اختلاف آج نہیں، سو، پچاس برس کا نہیں خیر القرون بلکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوہریرۃؓ کو اپنے نعلین شریف بطور علامت دیکر اس اعلان کے لئے بھیجتے ہیں کہ جو شخص کلمہ گو ہو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ راستے میں حضرت عمرؓ ملتے ہیں اور معاملہ پوچھتے ہیں حضرت ابوہریرۃؓ اپنے آپکو قاصد بتاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ اس زور سے ان کے سینے پر دونوں ہاتھ مارتے ہیں کہ وہ بیچارے سرینوں کے بل زمین پر گر پڑتے ہیں مگر نہ کوئی حضرت عمرؓ

Marfat.com

کے خلاف پوسٹر شائع ہوتا ہے نہ کوئی جلسہ ہوکر احتجاجی ریزولیوشن پاس ہوتا ہے۔

حضرت صحابہ کرام میں ہزاروں مسئلے مختلف فیہا ہیں اور ائمہ رحم اربعہ کے یہاں تو شاید فقہ کی کوئی جزئی ہو جو مختلف فیہ نہ ہو، چار رکعت نماز میں نیت باندھنے سے سلام پھیرنے تک تقریباً دو سو مسئلے ائمہ اربعہ کے یہاں ایسے مختلف فیہ ہیں جو مجھ کوتاہ نظر کی نگاہ سے بھی گزر چکے ہیں، اور اس سے زاید نہ معلوم کتنے ہوں گے، مگر کبھی رفع یدین اور اور آمین بالجہر وغیرہ دو تین مسئلوں کے سوا کانوں میں نہ پڑے ہوں گے۔ نہ ان کے لئے اشتہار و پوسٹر لگے ہوں گے۔ نہ جلسے اور مناظرے ہوتے دیکھے ہوں گے راز یہ ہے کہ عوام کے کان ان مسائل سے آشنا نہیں ہیں۔

علماء میں اختلاف رحمت ہے اور بدیہی امر ہے کہ جب بھی کوئی عالم کسی شرعی دلیل سے کوئی فتویٰ دے گا۔ دوسرے کے نزدیک اگر وہ حجت صحیح نہیں تو وہ شرعاً اختلاف کرنے پر مجبور ہے۔ اگر اختلاف نہ کرے تو مداہن اور عاصی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا ارشاد

حقیقت یہ ہے کہ لوگ کام نہ کرنے کے لئے اس لچر اور لوچ عذر کو حیلہ بناتے ہیں۔ ورنہ ہمیشہ اطباء میں اختلاف ہوتا ہے وکلاء کی رائے میں اختلاف ہوتا ہے مگر کوئی شخص علاج کرانا نہیں چھوڑتا، مقدمہ لڑانے سے نہیں رکتا۔ پھر کیا مصیبت ہے کہ دینی امور میں اختلافِ علماء کو حیلہ بنایا جاتا ہے۔ یقیناً سچے عمل کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جس عالم کو وہ اچھا سمجھتا ہے اس کے قول پر عمل کرے۔ اور دوسروں پر لغو حملوں اور طعن و تشنیع سے باز رہے، جس شخص کے ذہن کی رسائی دلائل کے سمجھنے اور ان میں ترجیح دینے تک نہیں ہے اس کا حق نہیں کہ ان میں دخل دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے کہ علم کو ایسے لوگوں سے نقل

Marfat.com

کرنا جو اس کے اہل نہ ہوں اس کو ضائع کرنا ہے۔ لیکن جہاں بد دینی کی حد ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشادات پر لب کشائی ہر شخص کا حق سمجھا جاتا ہو وہاں بے چارے علماء کا کیا شمار ہے جس قدر الزامات رکھے جائیں کم ہیں۔

ومن یتعد حدود اللہ فاولئک ھم الظالمون ۔

(از فضائل تبلیغ ص۲۵ تا ۲۸)

Marfat.com

نویں فصل

عوام کے لئے ضروری تنبیہ

اس فصل میں ایک اہم بات پر تنبیہ مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ علمار کے آپس کے اختلاف کو دیکھ کر ہمیں بدگمان نہیں ہونا چاہئے۔ اور نہ کسی ایک طرف سے جذباتی لگاؤ پیدا کرکے دوسری طرف کے علمار کو اپنی گالیوں اور طنز و تحقیر کا نشانہ بنانا چاہیے، کیونکہ اس سے علمار کا کچھ بگڑے یا نہ بگڑے لیکن اپنا دینی نقصان ضرور ہو جائے گا۔

میرے مربی مشفق حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ عوام نے مسائل میں رائے زنی کو خواہ مخواہ اپنا مشغلہ بنا لیا، ان کو اہلِ علم کے اختلاف میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے علمی ابحاث ان کے علمی دلائل سمجھنے کی اہلیت نہیں لیکن ان میں محاکمہ اور فیصلے یہ حضرات فرمانے لگے حالانکہ ان کا کام یہ تھا کہ علمار حق میں سے جس کے ساتھ عقیدت ہو، تجربہ سے اس کا دیندار، تجربہ کار اور اللہ والا ہونا ثابت ہو چکا ہو اس کا اتباع کرتے لیکن یہ تو جب ہوتا جب عمل مقصود ہوتا، یہاں مقصود ہی نزاع ہے، اس جلسہ اور اس تقریر میں ان کو لطف ہی نہیں آتا جس میں دوسروں پر سب وشتم نہ ہو، دوسروں پر تنقید نہ ہو، دوسروں کی پگڑیاں نہ اُچھالی جاتی ہوں۔ جس جلسہ میں سیدھی سیدھی دین کی باتیں بیان کی جاتی ہیں وہ جلسہ نہایت پھیکا اور بے مزہ ہے۔

Marfat.com

وہ واعظ ہے، تقریر جانتا ہی نہیں، ماہرِ تقریر وہی ہے جو مخالفین کو کھری کھری سنائے۔
(الاعتدال فی مراتب الرجال ص۱۰۱)

تنقید کا مزاج | ہمارے اکابر نے جماعت اسلامی کی دوسری مضرتوں کے علاوہ جس چیز کو سخت ناپسند فرمایا ہے، وہ جماعت اسلامی والوں کا مزاج تنقید ہے کہ اکابر صحابہ تک کو وہ نہیں بخشتے۔ مگر کتنی عجیب بات ہے کہ آج بہت سے علماء اور عوام تنقید کو اپنا مزاج بنا چکے ہیں اور اس کو اپنا کمال سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ طرزِ عمل حضرات اکابر کی نظر میں ناپسندیدہ ہے اور اس طرح وہ خود جماعتِ اسلامی کی روش پر چل رہے ہیں۔

نزاع کی ممانعت | شریعتِ مطہرہ میں، قرآن و حدیث میں جس چیز کو سب سے اہتمام کے ساتھ روکا گیا ہے وہ آپس کا جھگڑا ہے قرآن پاک میں سختی سے اس کی ممانعت کی گئی ہے ارشاد ہے۔ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم (س انفال ع ۶) (اور آپس میں نزاع پیدا نہ کرو، ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے (کہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی) اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی۔ (الاعتدال فی مراتب الرجال ص۱۱۲)

ہم لوگوں میں باوجود ادعائے محبت و عقیدت عمل تو نادر ہے، ساری محبت کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے بڑے کی حمایت میں دوسروں کے بڑوں کو گالیاں دیں۔ ایضاً ص۱۱۳۔

فائدہ۔ اور جو نزاع (بشرطیکہ وہ نزاع ہو) ابھی تک صرف چند علماء کے درمیان تھا اسے عوام تک کھینچ لائیں اور کچھ لوگ اِدھر اور کچھ اُدھر ہو کر اس نزاع کو اتنا پھیلادیں کہ ہر وقت ایک بڑی جنگ کا سامان تیار ہو جائے تو ظاہر ہے کہ اس سے ہماری ہوا خیزی ہو گی اور ہمارے انتشار سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں گے اس لئے موجودہ وقت میں ہمیں اپنے یہاں کے نزاعی ماحول میں جانب داری سے نزاع کو اور بڑھانا نہیں چاہئے۔

ایک کھلی حقیقت | ایک کھلی ہوئی حقیقت یہ ہے کہ فن سے تو اہلِ فن ہی واقف

Marfat.com

ہوسکتا ہے کوئی شخص انجینیری میں بہت زیادہ کمال پیدا کرکے یہ چاہے کہ ڈاکٹری میں بھی رائے زنی کروں، کیونکہ میں اپنے فن کا بڑا ہوشیار ہوں، تو یقیناً بیماروں کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔ متعدد احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جب علماء نہ رہیں گے تو جاہلوں کو سردار بنالیا جائے گا جو بغیر علم فتاویٰ دیں گے خود گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (ایضاً ۲۱۹)

فائدہ:۔ موجودہ دور کی مصیبت یہی ہے کہ کچھ لوگ جاہلوں کو صائب الرائے بتا کر چڑھا دیتے ہیں اور وہ بلا علم جس طرح چاہتا ہے رائے زنی کرتا ہے اور کچھ لوگ اس کی تائید میں لگے رہتے ہیں، بس یہیں سے گمراہی کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

تغیر زمانہ کا اثر | تغیرِ زمانہ کا اثر دنیا کی، ہر چیز پر ہے تو اہلِ علم اس سے باہر کیسے جاسکتے ہیں۔ زمانہ جتنا بھی زمانۂ نبوت سے دور ہوتا جائے گا اتنے ہی فتنے و شرور اس میں بڑھتے جائیں گے، لیکن ہم لوگ اپنے اندر ہر قسم کے ضعف و انحطاط کو تسلیم کرتے ہیں مگر اہلِ علم کے لئے وہی پہلا منظر چاہتے ہیں اور اسی معیار پر جانچنا چاہتے ہیں۔ جب قوائے جسمانیہ کا ذکر آجائے تو ہر شخص کہتا ہے، اجی وہ قوتیں اب کہاں ہیں۔ لیکن جب قوائے روحانیہ، مجاہدات علمیہ کا ذکر آئے تو ہر شخص، جنیدؒ، شبلیؒ، بخاریؒ، غزالیؒ، کے اوصاف کا طالب اور خواہشمند بن جاتا ہے۔ حالانکہ دینی انحطاط کی پیشین گوئی خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تم پر کوئی سال اور کوئی دن ایسا نہیں آئے گا جس سے بعد والا سال اور دن اس (پہلے والے سال اور دن) سے برا نہ ہو یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو۔ (ام الامراض صہ ۸۷ بحوالہ الاعتدال)

Marfat.com

دسویں فصل

فضیلتِ مصالحت

یہاں ایک اہم ضرورت پر توجہ دلانی مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ جب دو مسلمان یا مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں یا ان کا باہمی اختلاف نزاع کی صورت اختیار کرلے تو ایسے وقت مسلمانوں کی ترقی کو دل سے چاہنے والوں کا خاموش کھڑا رہنا اور انھیں لڑتے ہوئے دیکھنا مناسب نہیں ہے ایسے وقت ذمہ دار حضرات کی یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ ان کے درمیان مصالحت کی کوشش جس حد تک بھی کرسکتے ہوں کریں ورنہ جب آپسی جھگڑے سے ہوا خیزی شروع ہوجائے گی تو اس کے اثرات سے خود یہ بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے۔

حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

وان طائفتٰن من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدٰ ںھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓء الی امراللہ فان فآءت فاصلحوا بینھما بالعدل و اقسطوا ط ان اللہ یحب المقسطین۝

ترجمہ۔ اور اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان اصلاح کردو پھر اگر ان میں کا ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم

Marfat.com

انما المومنون اخوۃٌ فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون ۵ (س حجرات ع ۱۳) کی طرف رجوع ہو جائے، پھر اگر رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ اصلاح کر دو اور انصاف کا خیال رکھو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان تو سب بھائی ہیں، سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ (ترجمہ حکیم الامۃ حضرت تھانویؒ)

سب عملوں سے بہتر عمل حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کوئی عمل نماز اور باہمی مصالحت سے افضل نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سب سے بہتر صدقہ، لوگوں کے درمیان مصالحت کرانا ہے حضرت انس رضؓ کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتادوں، جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو جائے، حضرت ابو ایوب نے عرض کیا۔ جی ہاں بتا دیجئے۔ فرمایا، جب لوگوں کے تعلقات میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو اسے سلجھا دیا کرو ۔ اور جب آپس میں دوری بڑھ جائے، تو انہیں ایک دوسرے کے قریب لے آؤ۔ (رواہ الطبرانی ۔ ترغیب ص۵۸)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں کے درمیان بگڑی کو بنائے اللہ تعالیٰ اس کے کام کو بنائے گا۔ اور اس کوشش میں اس کے ایک لفظ کے بدلے میں جو اس نے بولا تھا خدا تعالیٰ ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب مرحمت فرمائے گا۔ اور وہ (لوگوں کے درمیان سے) اس حال میں لوٹے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سارے گزشتہ گناہ معاف فرما دیئے ہوں گے۔

(رواہ الاصبہانی۔ ترغیب ترہیب ص۵۰۹)

فائدہ:۔ اللہ اکبر۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ایک طرف تو یہ انعام ہے کہ مصالحت کے ایک بول پر پورا غلام آزاد کرنے کی بشارت دی جا رہی ہے اور ہماری غفلت کی انتہا ہے کہ

Marfat.com

ہم پھر بھی اس مبارک کوشش میں خود کو شریک کرنے سے کتراتے ہیں حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل وکرم کے قربان جائیے کہ مصالحت کی کوشش میں صرف چند لفظ بولنے کا یہ ثواب رکھا ہے ۔اور جب وہ اپنی کوشش کرکے بولے گا تو پھر وہ اپنے سارے گزشتہ گناہوں کی معافی سے بھی نوازا جائے گا اور مزید کرم یہ ہوگا کہ اُس کے واسطے اس عمل کو صدقہ بنادیا جائے گا جیسا کہ بعد والی حدیث میں آرہا ہے اور آخری حدیث میں تو مصالحت کی کوشش کو نماز، روزہ اور صدقے سے بھی افضل بتایا گیا ہے ۔ پھر ہے کوئی خدا کا اہل صلاح و فلاح بندہ جو موجودہ اختلاف و انتشار میں حق تعالیٰ شانہٗ کے ان انعامات کا مستحق بننا چاہتا ہو اور خدا تعالیٰ اس کی سعی کو مشکور فرمادے ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے :-

کل یوم تطلع فیہ الشمس تعدل بین اثنین صدقۃٌ۔

ہر دن جس میں سُورج طلوع ہو دو آدمیوں میں صلح کرادے تو یہ تیرے لئے صدقہ ہے ۔ (بخاری، مسلم، ریاض الصالحین ص۱۲۶)

میرے مربی و مرشد حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں ۔احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کیا میں تمکو ایسی چیز نہ بتاؤں جو نفل نماز، روزہ، صدقہ سب سے افضل ہے صحابہؓ نے عرض کیا۔ ضرور ارشاد فرمایئے ۔حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں مصالحت کرانا، کیونکہ آپس کا بگاڑ نیکیوں کو اس طرح صاف کردیتا ہے جیساکہ استرہ بالوں کو اڑا دیتا ہے ۔

(ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، ترغیب ترہیب ص۵۰۰)

اور بھی بہت سی نصوص میں لوگوں کے درمیان مصالحت کرانے کی تاکید فرمائی گئی ہے ۔اس جگہ اس بات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ امر بالمعروف میں یہ بھی داخل ہے کہ لوگوں میں مصالحت کی صورت جس طریق سے بھی پیدا ہوسکے اس کا بھی ضرور اہتمام کیا جائے ۔ (فضائل تبلیغ ص۴)

Marfat.com

گیارہویں فصل

مسلمانوں کو ستانے، اُن کو گالی دینے اور استہزا کرنے کی مذمت

جو لوگ مسلمانوں کو اپنی زبان کے تیر اور اپنے اعضاء اور جوارح کے ہتھیاروں کا نشانہ بناتے رہتے ہیں وہ غور فرمائیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کو کس طرح کھلا گنہگار اور بہتان باندھنے والا بتا رہے ہیں بحالت ایمان یہ کون پسند کرے گا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا نامزد گنہگار بنے اگر ہم میں تھوڑی سی سمجھ بھی ہو تو ان باتوں سے پرہیز کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والذین یؤذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتاناً و اثماً مبیناً۔

اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔ یعنی اگر وہ ایذا قولی ہے تو بہتان ہے اور اگر فعلی ہے تو مطلق گناہ ہی ہے (بیان القرآن)۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان

Marfat.com

محفوظ ہوں ـــــ (بخاری، مسلم، ریاض الصالحین ص۵۵۸)

حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

ملعون من ضاد مومنا اومکر بہ۔

جو کسی مومن کو ستائے یا اس کے خلاف سازش کرے وہ ملعون ہے۔

(ترمذی ص۱۶ ج۲)

فائدہ :۔ اور ہمارے رات دن کا شغل یہی ہے کہ مسلمان کے خلاف اسکیمیں بنائیں اور انھیں نیچا دکھانے کے لئے زبان اور ہاتھ پاؤں کو چلاکر جو کچھ کرسکتے ہوں کریں۔ ایسی حالت میں کامل درجہ کا مومن ہونا تو دُور کی بات ہے۔ ایمان کے ادنیٰ درجے میں سے بھی اُس درجے پر آدمی پہنچ جاتا ہے جہاں رسُول اللہؐ اسے ملعون قرار دیتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس حال میں بھی کسی کو اپنے اوپر ترس نہیں آتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں :۔

لیس المومن بطعّانٍ ولا لعّان ولا فاحش ولا بذیٍّ۔

مومن نہ مارا کرتا ہے، نہ لعنت کیا کرتا ہے، نہ گندے لفظ بکتا ہے، اور نہ بدزبان ہوتا ہے،

فائدہ :۔ سخت حیرت کا مقام ہے کہ آج یہی سب گھڑی باتیں مومن کی عادتوں میں شامل کی جارہی ہے۔

سباب المومن فسوقٌ و قتالہ کفرٌ۔

مسلمان کو گالی دینا بددینی ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ترغیب ترہیب ص۵۰۲ در فوائد جمع الفوائد)

Marfat.com

مفلس کون | مخدومی مطاعی حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے دریافت فرمایا کہ مفلس تم لوگ کس کو کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا، جس کے پاس مال نہ ہو، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ مفلس نہیں ہے، بلکہ حقیقۃً مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نیکیاں لے کر حاضر دربار ہو مگر دنیا میں کسی پر ظلم کیا تھا، کسی کو گالیاں دی تھیں، کسی کا مال چھینا تھا، قیامت میں روپیہ پیسہ تو ہے ہی نہیں۔ وہاں تو سارے حساب نیکیوں اور گناہوں سے پورے کئے جاتے ہیں۔ اس کو ان مظالم کے بدلے میں اس شخص کی نیکیاں ان لوگوں کو دلائی جائیں گی جن پر ظلم کیا تھا۔ اور ان کو برا بھلا کہا تھا۔ اور جب اس شخص کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو بہر حال ان کے حقوق کو پورا کرنا ہی ہے، اس لئے بقدر ان حقوق کے جس قدر گناہ ان لوگوں کے وزن میں آئیں گے وہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ تو اصل مفلس یہ ہے کہ بہت کچھ کمائی (نماز، روزہ اور دینی کاموں کی) لے کر گیا تھا اور بلا یہ کہ دوسروں کے گناہ پھر سر پر پڑ گئے۔

فائدہ:۔ اور اس دور میں اس سے بھی زیادہ مفلس وہ شخص ہے جو دوسرے کے حقوق پامال کر کے یا دوسروں کو گالیاں دے دے کر مطمئن ہو جاتا ہو اور قیامت کی پکڑ سے بچنے کے لئے دنیا کی زندگی میں اس کے پاس تلافی اور تدارک کے واسطے کچھ نہ ہو۔

قابل عبرت بات | مجھے تعجب ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی توہین کی جاتی ہے، ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے اور فسّاق اور کفّار کی تعریفیں کی جاتی ہیں حالانکہ حدیث میں وارد ہے:۔

اذا مُدِحَ الفاسق، غضب الرَّبُّ واهتزّ لہ العرشُ، (مشکوٰۃ شریف)

جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ ناراض ہوتے ہیں اور عرش تھرّانے لگتا ہے۔

اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ کسی ایک جانب غلطی ہے تو کیا اس کا مقتضا یہ ہے

Marfat.com

کہ ان کے سارے دینی کمالات سے آنکھیں پھیر لی جائیں ۔ شریعت مطہرہ نے توہم لوگوں کو ایک ایک جزء، اور ایک ایک چیز کی تعلیم دی ہے ہم لوگ باوجود ادعائے مذہبیت کے اس کی پروا نہیں کرتے اور دوسری قومیں ان زریں اصولوں پر عمل کر رہی ہیں اور بڑھ رہی ہیں اور ہم لوگ اپنی مایہ لٹا رہے ہیں ۔ (الاعتدال فی مراتب الرجال ص۶)

حضرت ابوہریرہؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ

گالی گلوچ کرنے والے دو شخص جو کچھ بھی بکتے ہیں اس کا گناہ اس پر ہوتا ہے جس نے ابتدا کی (کہ وہی دوسرے کے گالیاں بکنے کا سبب ہوا) جب تک یہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (ترمذی، مسلم، ابوداؤد ۔ جمع الفوائد ص۱۵۹ ج ۲)

فائدہ :۔ یعنی حد انتقام سے آگے بڑھ کر دو کی جگہ چار نہ سنائے ورنہ اضافہ میں یہ شخص ظالم اور ابتدا کرنے والا بن گیا ۔ لہذا گناہ میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے ۔ (درفوائد ص۹۱) آج تو کہا جاتا ہے کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے اور طمانچہ کا جواب مُکے سے دیں گے ۔

فائدہ :۔ قرآن پاک میں دوسرے کو گالی دلوانے کا سبب بننے سے منع کیا گیا ہے اور وہ اس طرح ہوتا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو گالی دے اور دوسرا اس کے جواب میں صرف اس کو ہی نہیں بلکہ اس کے ماں باپ کو بھی لپیٹ لے یا اس کے ہمدردوں اور جن لوگوں سے اس کو عقیدت ہے ان سب کو گالی دینے لگے تو ظاہر ہے کہ اس کی ذمہ داری اس شخص کو قبول کرنی پڑے گی جس نے اس کی ابتدا کی ۔ بزرگوں پر سب دشتم کا سبب دوسرے کے بزرگوں کو برا بھلا کہہ کر کہیں ہم خود تو نہیں بن رہے ہیں ، اگر ایسا ہو تو سب سے پہلے ہمیں خود دوسرے کو برا بھلا کہنا نہیں چاہیئے پھر اس کی توقع کرنی چاہیئے کہ کوئی ہمارے بزرگوں کو کچھ نہ کہے قرآن پاک میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے :۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم ۔

Marfat.com

ترجمہ - اور دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں (یعنی ان کے معبودوں کو کیونکہ) پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔

تمسخر و استہزاء ایک اور خاص امر قابل توجہ ہے وہ یہ کہ جو لوگ آج کل ایکدوسرے کے اکابر اور علماء کرام کا تمسخر کرتے ہیں اور ان کے کارٹون شائع کرکے ان کا مذاق اُڑاتے ہیں، انھیں طعنہ دیتے ہیں اور انھیں برے لقب سے پکارتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہٗ کے اس حکم کو توڑتے ہیں کہ

یا ایہا الذین امنوا لا یسخر قومٌ من قومٍ عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساءٌ من نساءٍ عسی ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظالمون۔

ترجمہ - اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے، کیا عجب ہے کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ ان (ہنسنے والوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو — اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا (ہی) بُرا ہے۔ اور جو (ان حرکتوں سے) باز نہ آویں گے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں۔

ایسے لوگوں کو اپنی حرکت پر دنیا میں نہیں تو آخرت میں ضرور شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اور آج تمسخر و استہزاء کا جو سلوک وہ اوروں کے ساتھ کر رہے ہیں کل میدان قیامت میں خود ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے گا۔ مربی مشفق حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم نے "الاعتدال فی مراتب الرجال" میں ایک مقام پر

Marfat.com

تحریر فرمایا ہے :

حدیث میں آیا ہے کہ جو لوگ آدمیوں کا مذاق اُڑاتے ہیں ان کے لئے قیامت میں جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اس میں سے ہر ایک کو آوازیں دی جائیں گی کہ جلدی آجا، جلدی آجا، جب وہ اس تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے جس میں وہ مبتلا ہوگا بڑی دقت سے دروازہ کے قریب پہنچے گا۔ وہ دروازہ فوراً بند کرلیا جائے گا۔ اور دوسری طرف ایک دروازہ کھُل جائے گا اور وہاں سے اسی طرح بُلانے کی آوازیں آئیں گی اور جب وہ بڑی مشقت سے اس دروازہ کے قریب پہنچے گا تو وہ بھی بند ہوجائے گا۔ اور تیسرا دروازہ اسی طرح کھُلے گا یہی معاملہ اس کے ساتھ رہے گا حتیٰ کہ وہ مایوس ہوکر اس کھُلے ہوئے دروازہ کی طرف جانے کی بھی ہمت نہ کرے گا۔ (ترغیب) یہ بدلہ ہے اس کے مسلمانوں کے ساتھ تمخول اور مذاق کرنے کا کہ اس کے ساتھ بھی مذاق کا معاملہ کیا جائے گا۔

جو لوگ معمولی سی مخالفت پر مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے ہیں، ان کے کارٹون شائع کرتے ہیں، ان کی ہجو میں قصائد لکھتے ہیں وہ کبھی خلوت میں بیٹھ کر اپنے حشر کا بھی غور کریں۔ (الاعتدال ص۱۳۹)۔

Marfat.com

بارہویں فصل

مسلمان کی غیبت وبدگمانی کی مذمت

دُوسروں کی برائی کرنے والی زبان مصالحت کی راہ میں سخت پتھر اور بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ کسی کو زبان سے گالی دینا بھی زبان ہی کی بُرائی ہے۔ لیکن چونکہ یہ سب آمنے سامنے کا معاملہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں آدمی جیسی دُوسرے کو کہتا ہے ویسی ہی دوسرے سے سنتا ہے جس سے بسا اوقات اس کا مزاج درست ہو جاتا ہے۔ اور بات آئی گئی ہو جاتی ہے مگر غیبت ایسی بُرائی ہے جو پیٹھ پیچھے ہوتی ہے اور دوسرے کو اس کی خبر نہیں ہوتی اس سے اس کا منحوس اثر زیادہ پائیدار ہوتا ہے اور آدمی کو مصالحت کی طرف بڑھنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اس لئے اس بُرائی سے بچنے کی اشد ضرورت ہے حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

یا ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثمٌ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً ایُحِبُّ احدکم ان یاکُلَ لحم اخیہ میتاً فکرھتموہُ (سُورہ حجرات ع ۱۴)۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچا کرو، کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور سراغ مت لگایا کرو، اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے

Marfat.com

کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والظن اکذب الحدیث ، خبردار گمان سے بچو! اس لئے کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ (بخاری، مسلم، ریاض الصالحین ص۵۶۱)

غیبت کی صورت مثالیہ حضرت انسؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب پروردگار نے مجھے معراج نصیب فرمائی تو میرا گذر ایک قوم پر ہوا۔ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنا منہ کھرچ رہے تھے میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں ؟ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو (غیبتیں کرکے گویا) لوگوں کے گوشت کھاتے اور ان کی آبرو کے پیچھے پڑتے تھے (جمع الفوائد ص۱۵۷ ج ۲)۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب اس حدیث کے فائدے میں لکھتے ہیں جو شخص پیٹھ پیچھے کسی کی غیبت کرتا ہے اور اپنی عزت بڑھانے کے لئے اس کے عیوب کا پردہ چاک کرتا ہے وہ گویا مردہ کا گوشت کھاتا ہے اور اپنا مٹاپا بڑھانے کے لئے اس کی ڈھکی چھپی گھناؤنی چیزوں کو کھولتا ہے کہ اس بیچارے کو خبر بھی نہیں کہ اس کا بھائی اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے۔ شیر باوجود درندہ[2] اور حیوان[1] ہونے کے مردار گوشت کھانے سے نفرت کرتا ہے۔ تو مسلمان جس کو انسانیت کے ساتھ اللہ والوں کی ہمدردی کا دعویٰ ہے وہ زیادہ مستحق ہے کہ کراہت کرے (در فوائد ص۴۲)۔

غیبت پر وعید جمع الفوائد میں مرفوعاً روایت ہے کہ :

جس نے کسی مسلمان کی غیبت کے ذریعہ سے ایک لقمہ کھایا، اسی کی مقدار حق تعالیٰ اس کو جہنم (کا عذاب) چکھائے گا۔ اور جس کو کسی مسلمان کی غیبت کے سبب کپڑا پہنایا گیا۔ اللہ اس کو اسی جہنم سے پہنائے گا۔ اور جو شخص کسی کے سبب دکھاوے سنادے کی جگہ کھڑا

Marfat.com

ہوا تو اللہ اس کو بروز قیامت دکھاوے سنادے کی جگہ کھڑا کرے گا۔ (جمع الفوائد صفحہ ۱۵۷ ج ۲)

اس حدیث کی توضیح میں مولانا عاشق الٰہی صاحب نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں غیبت پر آمادہ کرنے والی شے حب مال ہوتی ہے کہ کسی کے دشمن سے اس کی عیب چینی پر تر نوالہ یا اچھی پوشاک کی توقع میں کرتا ہے۔ یا حب جاہ ہوتی ہے کہ لوگ اس کو (جس کی غیبت کی جارہی ہے) حقیر اور اسے معزز سمجھنے لگیں اور اس کی قابلیت سے اونچے مرتبے پر اس کو بٹھادیں۔ یہ ریاکاری ہے اور قیامت کے دن اس سے یہی برتاؤ ہوگا کہ دکھایا جائے گا کچھ اور دیا جائے گا کچھ کیونکہ جیسا کرنا ویسا بھرنا روز جزا کی خاص شان ہے۔ (در فوائد صفحہ ۳۰)

غیبت کیا ہے میرے مربی مشفق حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب دامت برکاتہم نے "فضائل رمضان" میں اس سلسلے کے مزید مضامین کو تحریر فرمایا ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے:

حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے کلام پاک میں غیبت کو اپنے مُردار بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور احادیث میں بھی بہ کثرت اس قسم کے واقعات ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی گئی اس کا حقیقۃً گوشت کھایا جاتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی غیبت کی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ میں رکھے کہ ہم اس سے بہت ہی غافل ہیں عوام کا ذکر نہیں خواص مبتلا ہیں۔ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو دنیا دار کہلاتے ہیں، دیندار وں کی مجالس بھی بالعموم اس سے کم خالی ہوتی ہے اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اکثر اس کو غیبت بھی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ اگر اپنے یا کسی کے دل میں کچھ کھٹکا بھی پیدا ہو تو اس پر اظہار واقعہ کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ غیبت کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا

Marfat.com

کسی کے پس پشت ایسی بات کرنی جو اسے ناگوار ہو، سائل نے پوچھا اگر اس میں واقعتہً وہ بات موجود ہو جو کہی گئی ہے، حضورؐ نے فرمایا جب ہی تو غیبت ہے اگر واقعتہً موجود نہ ہو تب تو بہتان ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا تو حضورؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ ایک کو لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب سے احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے، حضورؐ کا ارشاد ہے کہ سود کے ستّر باب ہیں سب سے سہل اور ہلکا درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے۔ اور ایک درہم کا سود پینتیس ۳۵ زنا سے زیادہ سخت ہے اور بدترین سود اور سب سے زیادہ خبیث ترین سود مسلمان کی آبروریزی ہے۔

احادیث میں غیبت اور مسلمان کی آبروریزی پر سخت سے سخت وعیدیں آئی ھیں۔ ہماری مجلسیں اس سے بہت ہی زیادہ پُر رہتی ہیں اللہ پاک ہم لوگوں کو اس بلا سے محفوظ فرمائیں۔ (فضائل رمضان ص ۲۷/۲۸)

Marfat.com

تیرہویں فصل

خودپسندی اور تکبّر کی مذمت

تکبّر دل کا انتہائی بُرا مرض ہے۔ یہ جس میں پیدا ہو جاتا ہے اس کی نظر میں اپنی ذات کی عظمت اور دُوسرے کی ذات کی حقارت آجاتی ہے اور انجام یہ ہوتا ہے کہ عبادات، معاملات اور دین و دنیا کی ہر بات میں وہ اپنا تفوق و برتری چاہنے لگتا ہے۔ وہ دُوسروں سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے، دُوسروں کو ذلیل سمجھتا ہے، دُوسروں کے سامنے اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتا اور انتہائی ضرورت کے باوجود مصالحت پر آمادہ نہیں ہوتا اور خدا کی زمین کو شر و فساد سے بھر دیتا ہے اور ایک طرح سے خدا سے بھی مقابلہ کی صورت پیدا کر دیتا ہے اسی واسطے ایسے شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ جنت کے لائق بھی قرار نہیں دیتے۔ اور اس پر جنت کو حرام کر دیتے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تقریر میں ارشاد فرمایا کہ:

جو لوگ بھی دنیا میں تکبّر کرتے ہیں، بڑائی اپنی پسند کرتے ہیں، اپنی اُونچائی چاہتے ہیں۔ چاہتے ہیں کہ سب کو میں دباؤں اور میں ان کے اوپر ہو جاؤں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بتلاتا۔ فرماتا ہے کہ

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔

ہم آخرت کی بھلائی۔ آخرت کی راحت اور آخرت کا آرام تمام اُن لوگوں کے لئے کریں گے جو کہ دُنیا میں بلندی اور بڑائی کے چاہنے والے نہیں ہیں اور ان لوگوں کے لئے کریں گے جو دُنیا میں فساد نہیں کرتے تھے۔

یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہیں ایک تکبر بڑائی اور دوسری فساد کرنا۔ لوگوں کو لڑانا۔ لوگوں کے مال اور عزت۔ ان کی راحت وغیرہ کو فنا کرنا۔

اللہ ہی سب سے بے پرواہ۔ سب سے غنی۔ اور نہایت اچھی صفات والا۔ کمال والا ہے تو خدا ہی کے لئے تکبّر اچھا ہے سجتا ہے اور اللہ کے سوا کسی کو بڑائی کا حق حاصل نہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، الکبریاء ردائی من نازعنی ردائی دخلتہٗ جھنم۔ جو شخص اپنی بڑائی جتلاتا ہے۔ تکبر کرتا ہے۔ لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اپنے کو سب سے اُونچا دیکھتا ہے تو وہ خدائی کا دعویدار بنتا ہے۔ خدا کی چادر۔ خدا کی صفت اپنے لئے کھینچتا ہے وہ مجھ سے جھگڑا کرتا ہے میری چادر اپنے اوپر ڈالتا ہے اور بڑائی ثابت کرتا ہے جو شخص ایسا کرے گا میں اس کو دوزخ میں اوندھا کر کے سر کے بل ڈال دوں گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعضے لوگوں نے پوچھا کہ حضور آپ تکبر کی بڑی بُرائی بیان فرماتے ہیں ہم لوگ اس سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

Marfat.com

ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے میرا لباس اچھا ہو۔ میرا بدن اچھا ہو۔ میری چال ڈھال اچھی ہو۔ تو کیا ہم سب کے سب خدا کے عذاب کے مستحق ہیں تو فرمایا کہ تکبّر یہ نہیں ہے۔ تکبر اس چیز کا نام ہے کہ حق بات کو نہ ماننا۔ حق بات سے انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا۔ ذلیل دیکھنا۔ ذلیل کرنا۔ غمصۃ الناس وبطر الحق۔ جو لوگ دنیا میں تکبر کرتے ہیں اپنی بڑائی کے زعم میں رہتے ہیں۔ دوسروں کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ حق بات اگر ان کو کہی جائے تو مانتے نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب یہ لوگ اپنی اپنی قبروں سے نکالے جائیں گے۔ سب سے چھوٹی چیونٹی کی صورت میں جس کو ذر کہتے ہیں اٹھائے جائیں گے۔ نہایت ذلیل ہوں گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، حرّم اللہ الجنۃ علی من کان فی قلبہٖ مثقال ذرّۃ من کبریاء۔ جس کے دل میں ذرّہ برابر تکبر ہے اللہ تعالیٰ نے جنت اس پر حرام کردی ہے۔

قرآن شریف میں فرمایا گیا کہ، وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ خدا کی رحمت کے مستحق ہونے والے بندے وہ ہیں جو زمین پر سر جھکا کر چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان سے اُلجھتے ہیں کوئی گالی دیتا ہے مارتا ہے توہین کرتا ہے تو جواب پتھر کا پتھر سے طمانچہ کا طمانچہ سے۔ لکڑی کا لکڑی سے نہیں دیتے بلکہ کسی نے گالی دی تو کہتے ہیں السلام علیکم۔ خدا تم کو سالم رکھے اور چلے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور شفقت کا مظہر بناتا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ تواضع لِلّٰہ رَفَعَہُ اللہُ۔

Marfat.com

جو دوسروں کی قدر دانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اُونچا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سب سے اونچا ہے وہ کسی کو متکبر دیکھنا نہیں چاہتا۔ اس کے حکم کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو سب سے نیچا کریں۔ ہم لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ ہماری ہیٹی ہو جائے بے عزتی ہو جائے گی اگر ہم نیچے بیٹھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو اُونچا کر کے رہے گا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی بڑائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے کہ اس کو ذلیل کرے گا۔

کوئی شخص اگر اپنے آپ کو بڑا کر کے دکھلاتا ہے تب تو اللہ تعالیٰ کے یہاں مبغوض ہے ہی۔ جس کا ارادہ یہ ہو کہ میں بڑا ہو جاؤں اس کو بھی اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ فرمایا لا یرید ون علواً فی الارض۔ اسی طرح سے دُوسری چیز ولا فساداً۔ اللہ تعالیٰ کو نہایت مبغوض ہے وہ ہے لوگوں میں فساد کرانا۔ لڑائی ڈلوانا۔ مال سے۔ عزت سے۔ راحت سے لوگوں میں پھوٹ ڈلوانا، بعضے لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ آخرت کی تمام بھلائیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو اپنے آپ کو نیچا رکھیں۔ نیچا کر کے دکھلائیں۔ سب کے ساتھ تواضع اور فروتنی سے پیش آئیں اور خدا کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔[1]

تکبر کی تعریف تکبر کے معنی ہیں، کمال کی صفات میں اپنے آپ کو اوروں سے بڑھ کر جاننا اور ساتھ ہی دوسروں کو حقیر و ذلیل بھی سمجھنا، چنانچہ حدیث پاک میں کبر کی تعریف یوں ارشاد فرمائی گئی ہے، الکبر بطرُ الحق و غمط الناس۔ کبر حق کا انکار اور

---

[1] لفظ بہ لفظ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہٗ کی یہ تقریر ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے لی گئی ہے۔

Marfat.com

لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔

تکبر کے مضر اثرات ابلیس کو اسی تکبر نے کافر اور شیطان بنایا چنانچہ ارشاد ہے، "ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین" اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد ؎ بزندان لعنت گرفتار کرد

اس بدترین خصلت کی وجہ سے انسان حق بات قبول کرنے سے محروم ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے احکامات کی معرفت سے قلب اندھا ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ساصرف عن اٰیتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق۔

میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دُنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق نہیں۔

کذالک یطبع اللّٰہ علی کل قلبِ متکبرٍ جبارٍ۔

(یعنی) جتنے مغرور اور سرکش ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اسی طرح مہر لگادیتا ہے۔

اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کبر کفر کا شعبہ ہے اور جن گناہوں کا تعلق کبر سے ہوتاہے وہ "شیطانی گناہ" کہلاتے ہیں جن کی برائی حیوانی گناہوں سے بہت زیادہ ہے۔ انفرادی اور اجتماعی نااتفاقی اور لڑائی جھگڑے کا باعث تکبر ہی ہے پھر اس سے غصہ، حسد حب جاہ پیدا ہوجاتے ہیں۔ جس سے سیکڑوں قسم کے دنیوی نقصانات اُٹھانے پڑتے ہیں متکبرین سے دُنیا میں ہر آدمی بغض رکھتاہے دل سے کوئی بھی عزت نہیں کرتا۔ اگر اس پر کوئی مصیبت آجائے تو لوگ بجائے مدد کرنے کے اور خوش ہوتے ہیں۔

میرے جدامجد عارف باللہ حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۱۔ کبر اور خودپسندی ایک قلبی امر ہے جس کا اثر یہ ہے کہ آدمی کو اپنی رائے یا

Marfat.com

اعتقاد کے مقابلے میں اور حق کو قبول کرنے میں نفرت ہوتی ہے۔

۲۔ دوسرے کے اعتقاد وخیال، رائے وقیاس، صورت ولباس کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔

۳۔ شرعی ضرورت کے بغیر دوسروں کی برائی یا عیب ونقص کی بات بیان کرتا ہے یا رغبت سے سنتا ہے۔ کبھی ظاہر میں کہہ بھی دیتا ہے کہ غیبت نہ کرو مجھ کو اچھی نہیں لگتی لیکن اندر سے دل یہی چاہتا ہے کہ یہ میری بات نہ مانے بلکہ اپنی بات سنائے جائے۔

علامات تکبر ۴۔ تواضع کا کوئی کام کرکے یہ خیال کرنا کہ میں نے تواضع اختیار کی ہے یہ بھی تکبر کی علامت ہے کیونکہ متواضع کو تو اپنی تواضع کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی۔ یعنی یہ سوچنا کہ میں تو بڑا آدمی ہوں یہ کام میں نے جو تواضع اختیار کرنے کی وجہ سے اپنی حیثیت سے کم درجہ کا کیا ہے۔ یہی تو کبر ہوا۔ اگر اندر بڑائی کا تصور نہ ہوتا تو وہ کام تواضع کا معلوم ہوتا جیسے کوئی غریب وفقیر آدمی زمین پر بیٹھے تو اُسے کوئی متواضع نہ کہے گا۔ نہ وہ اپنے آپ کو متواضع کہہ سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی امیر آدمی زمین پر بیٹھنے کو تواضع کا کام سمجھتا ہے تو ظاہر ہے کہ اپنی بڑائی کے پیش نظر سمجھتا ہے اور یہی کبر ہے۔

۵۔ اپنی شہرت کے اسباب اختیار کرنے والا اور گمنامی سے بچنے، ہر وقت عرفی وقار کی فکر رکھنے والا آدمی بھی متکبر ہے، اپنی اصلاح کے واسطے ایک متفکر کے لئے اس علامت کو محسوس کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔

۶۔ اپنے ساتھ امتیازی معاملہ چاہنے والا، یعنی گفتگو کرنے میں، بٹھانے اٹھانے میں اور دیگر لین دین کے معاملات میں اگر اس کی حیثیت کے مطابق کوئی معاملہ نہیں کرتا تو اس کا دل تنگ ہوتا ہے ظاہر ہے کہ دل کی تنگی کی وجہ اپنی حیثیت پر نظر ہی ہے۔ اور یہ تکبر ہی ہے۔

۷۔ سب سے بڑا متکبر اور فقیری کے راستے کا ناکام بلکہ اس راستہ کا اُلٹا چلنے والا وہ صوفی ہے جو اپنے متعلق مشائخ سے خلافت واجازت کی خواہش اور امید رکھتا ہو اپنے تقویٰ اور دین داری کی مجموعی حالت کے لحاظ سے غیر متوازن طور پر جزئی باتوں میں پاک، ناپاک، حلال

Marfat.com

حرام کا بہت شور کرتا ہو۔اسی طرح فرائض کی غفلت کے باوجود مستحبات پر زور و شور دکھلانا (تکبر ہے)۔ (ام الامراض ص۴۳/۴۴)

تکبر کے درجات | ایک تکبر تو یہ ہے کہ مال، اولاد، عقل، حُسن وغیرہ میں خود کو اوروں سے بڑا اور دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھے، ان چیزوں میں تکبر بہت بڑی حماقت ہے۔ اس لئے کہ ان سب چیزوں کے حقیقی مالک تو حق تعالیٰ شانہٗ ہیں بندہ کو صرف عارضی طور امتحان کے لئے عطا ہوتی ہے جب وہ چاہیں گے فوراً چھین لیں گے۔ ورنہ کچھ دنوں بعد تو موت یقیناً ان چیزوں کو چھڑا ہی دے گی۔ پھر تکبر کی گنجائش کہاں ہے۔ انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ گو عارضی طور پر ہیں لیکن تکبر کے یہ اسباب نظر تو آ ہی رہے ہیں۔

دوسرا تکبر علم و عمل ہے۔ ان میں جو تکبر ہوگا وہ بھی سب سے بڑا ہوگا اس میں حماقت کی بھی انتہا ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ مال و اولاد وغیرہ جو دنیا داروں کی بڑائی کے اسباب ہیں وہ فی الجملہ نظر تو آتے ہیں اور علم و عمل کی بزرگی اور بڑائی کے اسباب تو نظر بھی نہیں آتے محض گمان ہی گمان ہے کیونکہ عمل کے قبول و عدم قبول کی تو کسی کو خبر بھی نہیں ہے۔ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی مرضی اور فضل پر ہے کوئی بڑے سے بڑا بزرگ بھی اپنے عمل کو جل شانہٗ کی شان کے مطابق قابل قبول نہیں کہہ سکتا نیز قبولیت کی کسی کے پاس اطلاع بھی نہیں بلکہ جتنی کسی کو معرفت ہوگی اتنا وہ اپنے عمل کو حقیر سمجھے گا اور ڈرے گا اگر کبھی بطور شکریہ کسی کے دینی نفع کے لئے اپنے کسی عمل یا حالت کو ظاہر کرے گا تو اس کے ساتھ عجز و تواضع ہی کا اظہار ہوگا تکبر نہ ہوگا۔

اور ایک تکبر اس سے بڑھ کر ہے وہ تواضع کی شکل میں ہے۔ یعنی انسان خود کو تواضع کی صفت سے موصوف اور اس میں اوروں سے بڑھا ہوا سمجھے اس کو اپنے متکبر ہونے کا وہم تک نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ تکبر محض سے شدید تر ہے۔

احادیث میں تکبر کی مذمت | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور اقدس

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بڑائی میری چادر ہے اور عظمت میری ازار ہے تو جو کوئی شخص ان دونوں چیزوں میں سے کسی میں مجھ سے جھگڑا کرے گا تو اس کو جہنم میں ڈال دوں گا اور ذرہ برابر پرواہ نہیں کروں گا (ترغیب ص۱۲۲۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ قیامت کے دن جبارین اور متکبرین کو چیونٹیوں کے برابر کر دیا جائے گا لوگ ان کو روندتے ہوئے جائیں گے۔

حضرت وہبؒ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنتِ عدن کو پیدا کیا تو اس کی طرف توجہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

بعض قاریوں کی حالت حجۃ الاسلام امام غزالیؒ المتوفی ۵۰۵ھ نے اپنی آخری تصنیف "منہاج العابدین" میں بعض قراء کی حالت بیان کرتے ہوئے بڑا سخت مضمون تحریر فرمایا ہے حضرت فضیلؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ قاریوں سے دور جاکر مکان خرید لو! اس لئے کہ اگر مجھ سے اور جماعت سے کوئی لغزش صادر ہوگئی تو یہ ہماری تذلیل کریں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا فرمائی تو یہ حسد کریں گے رخسارے پھلائے ہوئے اور چہرے بگاڑے ہوئے ہوں گے۔

موصلی نے کتاب "مناقب ابرار" میں فضیل بن عیاضؒ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ قراء کی مجالست سے بچا کرو۔ کیونکہ اگر وہ تجھ سے محبت رکھیں گے تو ایسی چیز کے ساتھ تیری تعریف کریں گے جو تجھ میں نہیں ہے اور اگر تجھ سے بغض رکھیں گے تو ایسی چیز کے ساتھ تیرے اندر عیب لگائیں گے جو تجھ میں نہیں ہے۔ اور لوگ اس کو ان سے قبول کرلیں گے (حکایات الصالحین ترجمہ روض الریاحین ص۱۲)۔

اس حالت کی وجہ قاریوں میں اس مرض کے زیادہ پائے جانے کی وجہ ان کی جلالتِ شان ان کے کام کی عظمت و بزرگی ہے۔ جس جگہ بڑائی کے اسباب ہوتے ہیں وہاں اس

Marfat.com

مرض کا اندیشہ بھی ہوتا ہے جس گھر میں مال ہوتا ہے اس میں چوروں کا اندیشہ بھی ہوتا ہے عبادت کی کثرت کے ساتھ ریا کا اندیشہ لگا ہوا ہوتا ہے اور سخاوت کی کثرت کے ساتھ حبّ جاہ کا خطرہ بھی لابدی ہے اور ضروری ہے۔ اس لئے ریاکار قاری، سخی اور شہید کے بارے میں (حدیث میں) وارد ہوا ہے کہ ان کو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

اجازت مرحمت ہو تو ایک اور بات بھی عرض کرنے کو جی چاہتا ہے جس کا یاد رکھنا قراء کے لئے بہت زیادہ مفید ہے کہ حدیث میں جو عمدہ آوازوں سے تلاوت کرنے کا شوق دلایا ہے اس خوش آوازی کی تفصیل بھی دوسری حدیث میں آئی ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ عمدہ آواز سے پڑھنے والا کون ہے؟ فرمایا کہ جب تم اسے تلاوت کرتے دیکھو تو تمہیں یہ معلوم ہو کہ یہ اللہ سے ڈر رہا ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ کثرت سے اس مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود مرض کا احساس نہیں کیا جا رہا ہے۔ اور علاج کی فکر نہیں رہی ہے، یہ تو احسان ہے ان روحانی طبیبوں کا جو مریض کی حالت زار دیکھ کر ترس کھاتے ہوئے خود نسخہ اور علاج تجویز فرما رہے ہیں۔ ان میں سے دو علاج کو جو زیادہ اکسیر ثابت ہوئے ہیں یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

تکبر کا علاج تکبر کے دو علاج کلّی ہیں جو بالخصوص تکبر کے اور اس کے علاوہ دوسرے تمام رذائل کے دُور کرنے میں مشترک ہیں اور آسان بھی ہیں اور کامیاب بھی۔

۱۔ پہلا علاج یہ ہے کہ خود کو کسی محقق، مبصر اور ماہر طبیب (شیخ طریقت) کے سپرد کر دے اور ان [illegible] ت کی اطلاع دیتا رہے۔ اور ان کی بتائی ہوئی تدبیروں پر دل و جان سے عمل کرے اس فکر و کوشش پر حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت و عنایت متوجہ ہو گی۔ اور شیخ کی تربیت اور ان کے فیض سے تواضع اور عاجزی پیدا ہو جائے گی۔ اور ذکر و شغل بھی جاری رکھے اس سے دل پر حق تعالیٰ شانہٗ کی عظمت ظاہر ہو گی۔ اور ان کی صفات تجلی کا مشاہدہ

Marfat.com

ہوگا۔ اوراس سے بندہ کا سرکش نفس پگھل جائے گا۔ اوراس میں تکبر اور سرکشی کی جڑیں اکھڑ جائیں گی۔ اور باطل آرزوئیں فنا ہوجائیں گی اور حقیقی تواضع پیدا ہوجائے گی اور تکبر بالکل نیست ونابود ہوجائے گا۔

۲۔ دُوسرا علاج یہ ہے کہ وقت نکال کر اپنی اصلاح کے لئے تبلیغی جماعت کے ساتھ سفر کرے اوراس سفر میں ذکر کی پابندی رکھے اور امیر کی فرمانبرداری بھی کرے۔ اور ان کے کہنے سے بیان بھی کردیا کرے، لیکن تبلیغ اورنصیحت کی نیت سے نہ کرے بلکہ اپنی اصلاح اور امیر کی فرمانبرداری کے ارادے سے کرے۔

تبلیغی جماعت میں تکبر کا علاج تکبر وغیرہ رذائل کی اصلاح کے جتنے اسباب ہیں وہ اس تبلیغی کام میں جمع ہیں مثلاً اول اپنے محبوب ماحول اور ضروری مشاغل سے نکلنے کی قربانی کی جاتی ہے۔ مال کمانے کے بجائے اس راستہ میں مال اس طرح خرچ کیا جاتا ہے کہ ریا اور جاہ کا سبب نہیں ہوتا کہ زیادہ تر اپنے ہی پر خرچ ہوتا ہے، صلحاء کی صحبت ملتی ہے جس میں ہر وقت آخرت کے تذکرے، موت کی یاد، اور آپس میں محبت پیدا کرنے کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ اور اپنا بستر خود اُٹھائے اُٹھائے پھرنا اور اللہ کے لئے دوسرے ضعیف رفقاء کی خدمت کرنا۔ خود کھانا پکانا۔ غرباء کے ساتھ مل کر کھانا، خود برتن دھونا، پیدل سفر کرنا، مساجد میں زمین پر سونا، کبھی گرمی، کبھی سردی کبھی بھوک پیاس کو برداشت کرنا، کبھی سونے جاگنے کی بے نظمی وغیرہ جملہ جسمانی مجاہدے سے نفس کی قوت ٹوٹتی ہے۔ پھر گشت میں لوگوں کی ناگوار باتیں برداشت کی جاتی ہیں۔ اللہ کے لئے ان کے ساتھ تواضع اختیار کی جاتی ہے۔ ان کی بداخلاقی پر صبر کیا جاتا ہے۔ بلکہ ان کے لئے دُعائیں کی جاتی ہیں اوران کو بات سمجھانے اور منانے کے لئے دل سوزی کی جاتی ہے۔ ان کی خوشامد کی جاتی ہے۔ تقریر و بیان کی عادت اور تجربہ نہ ہونے کے باوجود مجمع کے اندر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ ساتھیوں کے عوق

Marfat.com

ادا کرنے اور اپنے حقوق چھوڑنے بڑوں کا اکرام کرنے اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی مشق ہوتی ہے اور جان و مال کے ذکر کے بجائے اللہ کی بڑائی اور اللہ سے سب کچھ ہونے اور اپنے لاشئے ہونے کا ذکر ہوتا ہے برائیوں کو دور کرنے والی حقیقی نماز کو سیکھنا اور عمل میں لانا ہوتا ہے۔ تلاوت و ذکر کی تسبیحات کی پابندی ہوتی ہے جس سے دل میں نور اور نرمی پیدا ہوتی ہے ان سب چیزوں کے فضائل اور ضروری علم کا سیکھنا سکھانا ہوتا ہے۔ جس سے اپنی جہالت اور کوتاہی سامنے آتی ہے۔ غرض اس کام میں مجاہدہ، ذکر، نیک صحبت، تعلیم، دنیا سے یکسوئی، امیر کی اطاعت وغیرہ اصلاح نفس کے سب ضروری اجزاء شامل ہیں۔ اور وہ سب امور ہیں جس کو اعلیٰ ایمانی واحسانی کیفیت پیدا کرنے والے کے لئے مشائخ سلوک طریقت سے پہلے پابند لازم بتایا کرتے ہیں۔ اور وہ حضرات یہ ابتدائی معمولات انفرادی طور پر تعلیم کرتے ہیں تبلیغی جماعت میں اس کی اجتماعی صورت ہے جس سے اپنی اصلاح کے ساتھ دوسروں کی اصلاح بھی ہوتی ہے اس لئے آج کل امت کی عمومی بگاڑ کی حالت میں اس عمومی طریق کار کی بہت ضرورت ہے۔ جیسا کہ عام حالات میں حفظان صحت کے مراکز اور باقاعدہ شفاخانے کافی ہوتے ہیں۔ لیکن کسی مرض کی وبا عام ہونے پر ان پر اکتفار نہیں کیا جاتا۔ بلکہ محلہ در محلہ گھوم کر گھر گھر پہنچ کر ٹیکے اور دوائیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اس میں ماہر ڈاکٹروں کی زیر سرپرستی عوام سے بھی کام لیا جاتا ہے، آج کل اس تبلیغی کام کی افادیت اور نتائج کی بنا پر علماء مشائخ اس کی ضرورت پر بہت زور دیتے ہیں اور اہل باطن مشائخ تو بشارتوں اور تائید غیبی کی بنا پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کام پر خصوصی توجہ ہے۔ تکبر کے علاج کے سلسلے میں مشاہدہ ہے کہ جن لوگوں نے اصولوں کے تحت اپنی اصلاح کی نیت سے کچھ وقت لگایا ہوتا ہے ان میں تواضع کی صفت نمایاں ہوتی ہے۔

تکبر کے اور بھی کئی علاج ہیں ام الامراض میں جو شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کا مجموعہ ہے تکبر کے مرض اور علاج کی پوری تشریح و تفصیل موجود ہے نیز حجۃ الاسلام امام غزالیؒ کی "احیاء العلوم الدین" میں کافی شافی بحث قابل دید ہے۔

Marfat.com

اُمّتِ مسلمہ

مسلمانوں کو اُمت بننے کی دعوت
اور
اُمت کو توڑنے یا اس کے اسباب پیدا کرنے کی مذمت

موضوع کتاب کے پیش نظر داعی کبیر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی اِس تقریر کو بھی شامل کیا جانا مفید معلوم ہوتا ہے جو آپ نے اپنی وفات سے صرف تین دِن پہلے فرمائی تھی۔ اِس آخری یادگار تقریر میں آپ نے اُمت کے انتشار و افتراق اور اُن کے درمیان جوڑ کے بجائے توڑ پیدا کرنے والے اسباب سے بچنے کی ہدایت کی ہے اور اُن چیزوں سے اُمت کے نقصان عظیم کا تذکرہ فرمایا ہے۔ تقریر کے لفظ لفظ میں آپ کے دِل کا درد۔ بیقراری اور خلوص کے آنسو شامل ہیں اور یہ باتیں آپ نے اس حالت میں بیان فرمائی ہیں کہ رات بھر کی بیداری اور علالت و نقاہت اور مرض کی تکلیف کو بھی (جیسے) بھول گئے ہیں۔ آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بننے کا حال بیان فرمایا:

> یہ امت اس طرح بنی تھی کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان اپنی برادری اپنی پارٹی اپنی قوم اپنے وطن اپنی زبان کا حامی نہ تھا مال و جائداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ اور رسولؐ کیا فرماتے ہیں امت جب ہی بنتی ہے جب اللہ اور رسول کے مقابلہ میں،

Marfat.com

سارے رشتے اور سارے تعلقات کٹ جائیں جب مسلمان ایک امت
تھے تو ایک مسلمان کے کہیں قتل ہو جانے سے ساری اُمت ہل جاتی تھی اب
ہزاروں لاکھوں کے گلے کٹتے ہیں اور کانوں پہ جوں نہیں رینگتی۔

اب ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنی پارٹی اور اپنی بات کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پروا نہیں کرتے اور باہمی افتراق اور مخالفت ومعاندت کو چھوڑ کر اللہ ورسول کے ساتھ اپنا رشتہ نہیں جوڑتے اسی لئے جن حالات میں گرفتار ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہٗ نے اس موضوع پر آگے ایک اور اہم بات کی طرف اشارہ فرمایا جس میں آج کل ہم لوگ خصوصیت سے مبتلا ہیں۔ وہ یہ کہ نماز روزہ ذکر اور مدرسہ کی تعلیم کے باوجود ہم اس طرح کے اسباب پیدا کر رہے ہیں جن سے اُمت میں اختلاف و انتشار بڑھتا جا رہا ہے۔ اس مقام پر اخبارات و رسائل والے حضرات بھی غور فرمائیں کہ ان کی تحریروں سے اُمت میں کس قدر افتراق و انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ اُن کے رسالے اس کا سبب بن رہے ہیں۔ حالانکہ اُمت کے باہمی معاملات میں بگاڑ کا ادنیٰ سبب بننا بھی سخت نقصان دہ ہے۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا۔

اُمت ہونے کے لئے اور مسلمانوں کے ساتھ خدائی مدد ہونے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں نماز ہو ذکر ہو، مدرسہ ہو مدرسہ کی تعلیم ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن ملجم ایسا نمازی اور ایسا ذاکر تھا کہ جب اس کو قتل کرتے وقت غصہ میں بھرے لوگوں نے اس کی زبان کاٹنی چاہی تو اس نے کہا سب کچھ کرلو لیکن میری زبان مت کاٹو تاکہ زندگی کے آخری سانس تک میں اس سے اللہ کا ذکر کرتا رہوں اس کے باوجود حضورؐ نے فرمایا کہ علیؓ کا قاتل میری امت کا سب سے زیادہ شقی اور بدبخت ترین آدمی

Marfat.com

ہوگا اور مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل اور فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بے نقط لکھ دی حالانکہ انھوں نے ہی اکبر کو گمراہ کر کے دین کو برباد کیا تھا تو جو باتیں ابن ملجم اور ابوالفضل فیضی میں تھیں وہ امت بننے کے لئے اور خدا کی غیبی نصرت کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہیں حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے وہ جب سرحدی علاقے میں پہونچے اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا بڑا بنا لیا تو شیطان نے وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات ڈالدی کہ یہ دوسرے علاقے کے لوگ ہیں ان کی بات یہاں کیوں چلے انھوں نے ان کے خلاف بغاوت کرائی ان کے کتنے ہی ساتھی شہید کر دیئے گئے اور اس طرح خود مسلمانوں نے علاقائی بنیاد پر اُمت بننے کو توڑ دیا اللہ نے اس کی سزا میں انگریزوں کو مسلط کیا۔ یہ خدا کا عذاب تھا۔

اُمت کو توڑنے والی باتیں اس قدر نقصان دہ ہیں کہ بڑے سے بڑا صاحب مرتبہ بھی اگر اس کا سبب بنے تو اس کو دنیا میں بھی اس کی سزا مل جاتی ہے۔ اور اُس کا مشاہدہ بھی ہے۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں اتنی ناپسند ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ جیسے بڑے صحابی سے اس بارہ میں جو غلطی ہوئی رجوع اگر نہ کی ہوتی تو اس کے نتیجہ میں انصار و مہاجرین میں تفریق ہو جاتی) اس کا نتیجہ حضرت سعدؓ کو دنیا ہی میں بھگتنا پڑا روایات میں یہ ہے کہ ان کو جنات نے قتل کر دیا اور مدینہ میں یہ آواز سنائی دی اور بولنے والا کوئی نظر نہ آیا۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادۃ رمیناہ بسھم فلم یخط فوادہ

ترجمہ: ہم نے قبیلۂ خزرج کے سردار سعدؓ بن عبادہ کو ہلاک کر دیا ہم نے اس کو تیر کا نشانہ

Marfat.com

بنایا جو ٹھیک اس کے دل پر لگا۔

اس واقعہ نے مثال قائم کردی اور سبق دیا کہ اچھے سے اچھا آدمی بھی اگر قومیت یا علاقہ کی بنیاد پر امت پنے کو توڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کے رکھ دے گا۔

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ان چیزوں کو بیان فرمایا جو اُمت کو توڑنے کا سبب بنتی ہیں۔ افسوس ہے کہ آج ان توڑ کے سارے ہی اسباب کو کسی نہ کسی شکل میں اختیار کیا جا رہا ہے۔ حضرت جی نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا۔

یاد رکھو، اُمت پنے کو توڑنے والی چیزیں معاملات اور معاشرت کی خرابیاں ہیں ایک فرد یا طبقہ جب دوسرے کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرتا ہے اور اس کا پورا حق اس کو نہیں دیتا یا اس کو تکلیف پہونچاتا ہے یا اس کی تحقیر اور بے عزتی کرتا ہے تو تفریق پیدا ہوتی ہے اور اُمت پنا ٹوٹتا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ صرف کلمہ اور تسبیح سے امت نہیں بنے گی امت معاملات اور معاشرت کی اصلاح سے اور سب کا حق ادا کرنے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی بلکہ جب بنے گی جب دوسروں کے لئے اپنا حق اور اپنا مفاد قربان کیا جائے گا۔

اُمت میں افتراق و انتشار بسا اوقات اپنی پارٹی اپنی برادری یا اپنے ہم خیال لوگوں کو دوسروں پر ترجیح دینے سے پیدا ہو جاتا ہے ایسے لوگوں کو خاص طور پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ اپنی زندگی میں بھی دہرانا چاہیے۔ حضرت جی نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ کے زمانہ میں ایک دن لاکھوں کروڑوں روپے آئے ان کی تقسیم کا مشورہ ہوا۔ اُس وقت اُمت بنی ہوئی تھی، یہ مشورہ کرنے والے کسی ایک ہی قبیلہ یا ایک ہی طبقہ کے نہ تھے بلکہ مختلف طبقوں اور

Marfat.com

قبیلوں کے وہ لوگ تھے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے اعتبار سے بڑے اور خواص سمجھے جاتے تھے، انھوں نے مشورہ سے باہم طے کیا کہ تقسیم اس طرح ہو کہ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ والوں کو دیا جائے اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ والوں کو دیا جائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ والوں کو۔ اس طرح حضرت عمر کے اقارب تیسرے نمبر پر آئے جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھی تو آپ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ اِس اُمت کو جو کچھ ملا اور مل رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اور آپ کے صدقے میں مل رہا ہے۔ اس لئے بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے تعلق کو معیار بنایا جائے جو نسب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہوں اُن کو زیادہ دیا جائے جو دوم۔ سوم۔ چہارم نمبر پر ہوں اُن کو اسی نمبر پر رکھا جائے۔ اس طرح سب سے زیادہ بنی ہاشم کو دیا جائے اس کے بعد بنی عبد مناف کو پھر قصی کی اولاد کو پھر کلاب کو پھر کعب کو پھر مرّہ کی اولاد کو اس حساب سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبیلہ بہت پیچھے پڑ جاتا تھا اور اس کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فیصلہ کیا اور مال کی تقسیم میں اپنے قبیلہ کو اتنے پیچھے ڈال دیا۔ اس طرح بنی تھی یہ اُمت!

اُمت میں توڑ پیدا کرنے پر حق تعالیٰ شانہ، نے سخت وعید فرمائی ہے اور ایسے شخص کی نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اور عمل خیر سب کو رد کر دیا ہے۔

اس کے مقابلے میں جوڑ پیدا کرنے والے کے لئے حق تعالیٰ شانہ، کا یہ انعام ہے کہ اس کی بے عملی کو معاف فرما کر ثواب عظیم بخشا جائے گا۔ حضرت جی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا:

Marfat.com

اُمت بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب کی یہ کوشش ہو کہ آپس میں
جوڑ ہو پھوٹ نہ پڑے حضورؐ کی ایک حدیث کا مضمون ہے کہ قیامت میں
ایک آدمی لایا جائے گا جس نے دنیا میں نماز روزہ حج تبلیغ سب کچھ کیا
ہوگا مگر وہ عذاب میں ڈالا جائے گا کیونکہ اس کی بات نے امت میں تفریق
ڈالی ہوگی اس سے کہا جائے گا پہلے اپنے اس ایک لفظ کی سزا بھگت لے
جس کی وجہ سے اُمت کو نقصان پہونچا۔

اور ایک دوسرا آدمی ہوگا جس کے پاس نماز، روزہ، حج وغیرہ کی بہت کمی ہوگی اور
وہ خدا کے عذاب سے بہت ڈرتا ہوگا مگر اس کو بہت ثواب سے نوازا جائے گا وہ
خود پوچھے گا کہ یہ کرم میرے کس عمل کی وجہ سے ہے اس کو بتایا جائے گا کہ تو نے
فلاں موقع پر ایک بات کہی تھی جس سے امت میں پیدا ہونے والا ایک فساد رک گیا
اور بجائے توڑ کے جوڑ پیدا ہوگیا۔ یہ سب تیرے اسی لفظ کا صلہ اور ثواب ہے۔

باہمی تفریق و انتشار پیدا کرنے والی چیزوں میں ایک زبان ہے اور آج اپنی زبانوں کو اس طرح سے آزاد و بے لگام چھوڑ دیا گیا ہے کہ نہ علماء کرام کا حق پہچانتے ہیں اور نہ عام مسلمانوں کا۔ اور طرح طرح کی دل آزار باتیں غیبتیں۔ اور سب وشتم سب کچھ زبان ہی سے کرتے ہیں اور باہمی جنگ و جدال کی نوبت پہونچ رہی ہے حضرت جی نوراللہ مرقدہٗ نے فرمایا:

امت کے بنانے اور بگاڑنے میں جوڑنے اور توڑنے میں سب سے
زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے یہ زبان دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور پھاڑتی بھی ہے
زبان سے ایک بات غلط اور فساد کی نکل جاتی ہے اور اس پر لاٹھی چل جاتی
ہے اور پورا فساد کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک ہی بات جوڑ پیدا کر دیتی ہے اور
پھٹے ہوئے دلوں کو ملا دیتی ہے اس لئے سب سے زیادہ ضرورت اس بات

Marfat.com

کی ہے کہ زبانوں پر قابو ہو اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ بندہ ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ خدا ہر وقت اور ہر جگہ اس کے ساتھ ہے اور اس کی ہر بات کو سن رہا ہے مدینہ میں انصار کے دو قبیلے تھے اوس اور خزرج ان میں پشتوں سے عداوت اور لڑائی چلی آرہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرماکر مدینہ پہونچے اور انصار کو اسلام کی توفیق ملی تو حضور کی اور اسلام کی برکت سے ان کی پشتوں کی لڑائیاں ختم ہوگئیں اوس اور خزرج شیر و شکر ہوگئے یہ دیکھ کر یہودیوں نے اسکیم بنائی کہ کسی طرح ان کو پھر سے لڑا یا جائے ایک مجلس میں جس میں دونوں قبیلوں کے آدمی موجود تھے ایک سازشی آدمی نے ان کی پرانی لڑائیوں سے متعلق کچھ شعر پڑھکر اشتعال پیدا کر دیا پہلے تو زبانیں ایک دوسرے کے خلاف چلیں پھر دونوں طرف سے ہتھیار نکل آئے حضور سے کسی نے جاکر کہا آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے تم آپس میں خون خرابہ کرو گے آپ نے بہت مختصر مگر درد سے بھرا خطبہ دیا دونوں فریقوں نے محسوس کر لیا کہ ہمیں شیطان نے ورغلایا دونوں روئے اور گلے ملے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

"اے مسلمانو خدا سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور مرتے دم تک پورے پورے مسلم اور خدا کے فرماں بردار بنے رہو۔"

جب آدمی ہر وقت خدا کا خیال رکھے گا اور اس کے قہر و عذاب سے ڈرتا رہے گا اور ہر دم اس کی تابعداری کرے گا تو شیطان بھی اسے نہیں بہکا سکے گا اور بات پھوٹ سے اور ساری خرابیوں سے محفوظ رہے گی۔

Marfat.com

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

"جو لوگ ان ہدایتوں کے بعد بھی شیطان کی پیروی کرکے اور الگ الگ راہوں پہ چل کے اختلاف پیدا کریں گے اور امت کے امت پنے کو توڑیں گے تو ان پر خدا کی سخت مار پڑے گی۔"

دین کی ساری تعلیم اور ساری چیزیں جوڑنے والی اور جوڑ کے لئے ہیں نماز میں جوڑ ہے اور روزہ میں جوڑ ہے حج میں قوموں اور ملکوں اور مختلف زبان والوں کا جوڑ ہے تعلیم کے حلقے جوڑنے والے ہیں مسلمانوں کا اکرام اور باہم محبت اور تحفہ تحائف کا لین دین یہ سب جوڑنے والی اور جنت میں لے جانے والی چیزیں ہیں اور قیامت میں ان اعمال کے لئے محنتیں کرنے والوں کے چہرے نورانی ہوں گے اور ان کے برخلاف باہم بغض و حسد غیبت چغلخوری توہین و تحقیر اور دل آزاری یہ سب پھوٹ ڈالنے والے اور توڑنے والے دوزخ میں لے جانے والے اعمال ہیں اور ان اعمال والے آخرت میں روسیاہ ہوں گے۔

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ وَاَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝

"جنھوں نے پھوٹ ڈال کے اور پھوٹ والے اعمال کرکے امت کو توڑا ہوگا، وہ قیامت کے دن فرقوں سے کالے منہ اٹھیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے ایمان و اسلام کے بعد کفر والوں کا طریقہ اختیار کیا، اب تم یہاں دوزخ کا عذاب چکھو اور جو ٹھیک راستے پر چلتے رہے ہوں گے ان کے چہرے نورانی اور چمکتے ہوئے ہوں گے اور وہ ہمیشہ اللہ کی رحمت میں اور جنت میں رہیں گے۔"

Marfat.com

میرے بھائیو دوستو! یہ سب آیتیں اس وقت اتری تھیں، جب یہود نے انصار میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی اور ان کے دو قبیلوں کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیا تھا۔ ان آیتوں میں مسلمانوں کی باہمی پھوٹ اور لڑائی کو کفر کی بات کہا گیا ہے اور آخرت کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ آج ساری دنیا میں امت پنا توڑنے کی محنت چل رہی ہے، اس کا علاج اور توڑ یہی ہے کہ ہم اپنے کو حضورؐ والی محنت میں لگادو مسلمانوں کو مسجدوں میں لاؤ، وہاں ایمان کی باتیں ہوں، تعلیم اور ذکر کے حلقے ہوں، دین کی محنت کے مشورے ہوں، مختلف طبقوں کے اور مختلف برادریوں کے اور مختلف زبانوں والے لوگ مسجد نبوی کے طریقہ پر ان کاموں میں جڑیں۔ جب اُمت پنا آئے گا۔ ان باتوں سے بچیں جن سے شیطان کو پھوٹ ڈالنے کا موقع ملے۔ جب تین بیٹھیں تو اس کا خیال رکھیں کہ چوتھا ہمارے ساتھ اللہ ہے، چار پانچ بیٹھیں تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ پانچواں یا چھٹواں اللہ ہمارے ساتھ ہی موجود ہے اور وہ ہماری ہر بات سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے کہ ہم امت بنانے کی بات کر رہے ہیں یا امت پنا توڑنے کی۔ ہم کسی کی غیبت اور چغل خوری تو نہیں کر رہے، کسی کے خلاف سازش تو نہیں کر رہے۔ یہ اُمت حضور کے خون اور فاقوں سے بنی تھی۔ اب ہم اپنی معمولی معمولی باتوں پر امت کو توڑ رہے ہیں، یاد رکھو نماز جمعہ چھوڑنے پر بھی اتنی پکڑ نہیں ہوگی جتنی امت کے توڑنے پر ہوگی۔ اگر مسلمانوں میں اُمت پنا آجائے تو وہ دنیا میں ہرگز ذلیل نہ ہوں گے، روس اور امریکہ کی طاقتیں بھی ان کے سامنے جھکیں گی، اور امت پنا جب آئیگا جب " اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ " پر مسلمانوں کا عمل ہو۔ یعنی ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے مقابلہ میں چھوٹا بنے اور ذلت و تواضع اختیار کرنے کو اپنائے۔ جب مسلمانوں میں " اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ " والی صفت آجائے گی تو وہ دنیا میں " اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ " یعنی کافروں کے مقابلہ

Marfat.com

ہیں زبردست اور غالب ضرور ہوں گے چاہے وہ کافر یورپ کے ہوں یا ایشیا کے۔

میرے بھائیو دوستو! اللہ و رسولؐ نے ان باتوں سے شدت اور سختی سے منع فرمایا ہے جن سے دلوں میں فرق پڑے اور پھوٹ کا خطرہ بھی ہو، دو دو چار چار الگ کانا پوسی کریں اس سے شیطاں دلوں میں بدگمانی پیدا کر سکتا ہے اس سے منع فرمایا گیا اور اس کو شیطانی کام بتایا گیا اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطَانِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّھِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ؕ اسی طرح تحقیر اور استہزاء اور تمسخر سے منع فرمایا گیا۔ لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ ؕ اس سے بھی منع فرمایا گیا کہ دوسرے کی کوئی برائی جو معلوم نہ ہو اس کو تجسس کر کے معلوم کیا جائے اور جو برائی کسی کی معلوم ہو گئی ہو اُس کو دوسروں کے سامنے ذکر کرنے سے منع فرمایا گیا، اور غیبت کو حرام کیا گیا، غیبت اس کا نام ہے کہ جو واقعی برائی کسی کی معلوم ہو اس کا ذکر کسی سے کیا جائے "وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا" یہ تحقیر اور تمسخر اور تجسس اور غیبت سب وہ چیزیں ہیں جو آپس میں نفرقہ پیدا کر کے اُمت بننے کو توڑتی ہیں۔ ان سب کو حرام قرار دیا گیا۔ اور ایک دوسرے کا اکرام و احترام کرنا جس سے اُمت جڑتی بنتی ہے اس کی تاکید فرمائی گئی اور دوسروں سے اپنا اکرام چاہنے سے منع کیا گیا، کیونکہ اس سے امت بنتی نہیں بگڑتی ہے۔ اُمت جب بنے جب ہر آدمی یہ طے کرے کہ میں عزت کے قابل نہیں ہوں، اس لئے مجھے عزت لینی نہیں بلکہ دوسروں کی عزت کرنی ہے اور دوسرے سب لوگ اس قابل ہیں کہ میں ان کی عزت کروں، ان کا اکرام کروں۔

اپنے نفسوں اور اپنی ذاتوں کو قربان کیا جائے گا تو امت بنے گی اور امت بنے گی تو عزت ملے گی، عزت اور ذلت روس اور امریکہ تک کے نقشوں میں نہیں ہے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس کے ہاں اصول اور ضابطہ ہے جو شخص یا قوم، خاندان،

Marfat.com

طبقہ چمکانے والے اصول اور اعمال لادے گا اس کو چمکا دیں گے جو مٹنے والے کام کرے گا اس کو مٹا دیں گے۔ یہود نبیوں کی اولاد ہیں اصول توڑے تو اللہ نے ٹھوکر مار کے ان کو توڑ دیا۔ صحابۂ کرام رضوان بت پرستوں کی اولاد تھے، انھوں نے چمکانے والے اصول اختیار کئے تو اللہ نے ان کو چمکا دیا۔ اللہ کی رشتہ داری کسی سے نہیں ہے اس کے ہاں اصول اور ضابطہ ہے۔

ماخوذ از "حضرت جی کی یادگار تقریریں"

Marfat.com

آخری بات

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں سے جو امت وجود میں آئی تھی وہ ان بلند صفات کی حامل اور ان برائیوں سے محفوظ تھی جن کا تذکرہ پچھلے صفحات میں آپ پڑھ آئے ہیں۔ اپنی برادری۔ اپنے خاندان۔ اپنے قبیلہ۔ اپنی پارٹی۔ اپنے رنگ و نسل۔ اور اپنی زبان کی عصبیتوں کو توڑ توڑ کر جب حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں جڑ گئے تب "امت" وجود میں آئی۔ اور اس کا نام "امت مسلمہ" قرار پایا۔ اب غور کیا جائے کہ جو لوگ آج اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام توڑ کر اپنی پارٹی اور اپنے حمایتی گروہ اور اپنی آن بان سے تعلق جوڑ رہے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو کس طرح توڑ رہے ہیں اور آپ کی ان قربانیوں کو جو "امت" بنانے کے لئے آپ نے دی تھیں کس قدر ملیامیٹ کر رہے ہیں۔ اور کیا آج اس بات کی کچھ فکر ہے کہ کل قیامت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے ؟

بطور خاص اس بات پر بھی غور فرمایا جائے کہ حق تعالیٰ شانہ، نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہ السلام کو جب فرعون کے پاس دعوتِ ایمان دینے کے لئے بھیجا تو یہ تنبیہ فرمائی کہ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (تم دونوں فرعون سے نرم بات کہنا) اور ظاہر ہے کہ آج مسلمان

Marfat.com

لاکھ گنہگار اور معصیت میں گرفتار سہی مگر فرعون سے بدتر ہرگز نہیں ہیں اور فریقین میں سے کوئی لاکھ حق پر سہی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہتر یقیناً نہیں ہیں۔ اس کے باوجود ان دونوں حضرات کو نرم بات کہنے کی تاکید کی جارہی ہے تو آج کوئی فریق جو خود کو حق پر سمجھتا ہو خدا تعالیٰ کے حکم سے نرم رویہ اختیار کرنے کا کس قدر پابند اور امت رسول کی نسبت سے کس قدر ضرورت مند ہے لیکن افسوس ہے کہ کوئی دوسرے کے ساتھ ادنیٰ سی لچک اور نرمی برتنے کو تیار نہیں۔ اس سے ممکن ہے کہ اپنے ہم نواؤں اور اپنی پارٹی میں جا بے جوڑ پیدا ہو جائے مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں سے وجود میں آنے والی اُمت ٹوٹ رہی ہے،

پچھلے صفحات میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد نقل کیا جا چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ "جن لوگوں نے غلط طریقے سے باطل معبودوں کے ساتھ اعتقاد و احترام کا تعلق قائم کر لیا ہے انہیں گالی نہ دو ورنہ وہ جہالت میں خود اللہ کو بُرا بھلا کہنے لگیں گے"

اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ فریقین میں کوئی دوسرے کو اگرچہ غلطی پر محسوس کرتا ہو تب بھی ایک دوسرے کے معتقدات پر حملہ کرنا اور گالیوں۔ اور توہین و تذلیل کا نشانہ بنانا درست نہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی سمجھی جائے کہ اگر کسی ایک فریق کے علماء کرام میں غلطی بھی موجود ہے تب بھی ان کا احترام و اکرام واجب ہے اور ان پر سب و شتم ہرگز درست نہیں ہے کیونکہ یہ حضرات حاملانِ قرآن ہیں اور قرآن کریم اگر غلط بھی چھپ گیا ہو تو یہ احتیاط تو درست ہے کہ اس میں تلاوت نہ کی جائے مگر غلط طباعت کی بناء پر اس قرآن کی توہین و تحقیر صحیح چھپے ہوئے قرآن کی توہین و تحقیر کے مترادف ہے اور جہاں تک ادب و احترام کا تعلق ہے دونوں کے ساتھ یکساں طور پر ضروری ہے۔

اس ناکارہ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ موجودہ اختلاف و انتشار کے ماحول میں امت

Marfat.com

کا دینی حق اور وقت کا تقاضا ہے کہ ان کے سامنے قرآن و حدیث اور اکابر کے آثار و اقوال پیش کیے جائیں۔ یہ چند سطریں عرض کردی ہیں اور کیا عجب ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو قبول فرماویں

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کتاب کو پڑھنے والوں مطالعہ کر نے والوں کے لئے اور اس ناکارہ کے لئے ذریعۂ نجات اور نافع بنادیں۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارك وسلم ط

اللّٰھم اغفر لامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعزّز ھم والف بینھم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ط

فقیر سید خلیل حسین عفی عنہ
یکم محرم ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

Marfat.com

مولانا
عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ
خالق آباد ● ضلع نوشہرہ ● سرحد۔پاکستان

Marfat.com